Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ اُردو

سر بلیحت (قادیان)
ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مرتبہ

علی محمد اجمیری

بابت ماہِ شعبان ۱۳۶۱ھ مطابق ماہِ ستمبر ۱۹۴۲ء

ماہِ تبوک ھ ۱۳۲۱ش

جلد ۴۱ عدد ۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرون ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط وکتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط وکتابت بنام مینجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلّہ ہونے کے اسکے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایک سو چوالیس روپے	دو سو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایک سو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اُردو)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۱ | ماہِ شعبان ۱۳۶۱ ھ مطابق ماہِ ستمبر ۱۹۴۲ء | عدد ۹

فہرست مضامین

ادارِیہ	صفحہ ۲	ایڈیٹر
سلطان القلم	صفحہ ۱۴	میاں عبدالمنان صاحب عمر ایم۔ اے۔
حضرت مسیح موعودؑ کا جانشین خلیفہ یا انجمن	صفحہ ۲۸	حضرت مولوی شبیر علی صاحب۔
شیعہ مذہب کی کتابوں سے چند کارآمد حوالے	صفحہ ۳۵	جناب حکیم سید صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے نمبروار جواب دیں اگر اب بھی وہ خاموش رہے، تو دنیا جان لے گی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے پاس احمدیت کے مقابلہ میں کوئی معقول چیز نہیں، جو جرح کے سامنے ٹھہر سکے۔"

اس کے بعد مولوی صاحب نے ۲۴ جولائی کے "اہلحدیث" میں لب کشائی کی ہے، لیکن اس میں بھی ہماری پیش کردہ باتوں کا جواب نہیں دیا۔ اور اس طرح ثابت کر دیا، کہ ان کے پاس "احمدیت کے مقابلہ میں کوئی معقول چیز نہیں جو جرح کے سامنے ٹھہر سکے۔" اس پرچہ میں جیسا کہ بیان ہوا ہے، مولوی صاحب نے ہماری پیش کردہ باتوں کا تو کوئی جواب نہیں دیا ہے۔ صرف یہ لکھا ہے، کہ "ہمارے اس چیلنج پر (کہ مرزا صاحب ایک قابل مصنّف نہ تھے۔ ناقل) قادیان کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت جولائی سنہ رواں میں توجہ کی گئی ہے۔ اِدھر اُدھر کی حشو و زوائد باتیں کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ہمیں یہ مباحثہ منظور ہے . . . . " "ریویو" کی وہ تحریرات شائع ہو چکی ہیں، جن کا مولوی صاحب نے ذکر کیا ہے۔ ہم "اہلحدیث" کے قارئین سے درخواست کریں گے، کہ وہ خود ہماری اس تحریر کا مطالعہ کریں اور دیکھیں، کہ آیا اس میں زیر بحث امور سے سراسر متعلق باتوں کا ذکر کیا گیا ہے، یا مولوی صاحب نے انہیں "اِدھر اُدھر کی حشو و زوائد باتیں" قرار دے کر پہلو تہی کی ایک راہ تلاش کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

"ریویو" کے اس پرچہ میں جیسا کہ خود مولوی صاحب کو اعتراف ہے، صاف لفظوں میں مولوی صاحب کے چیلنج کو منظور کیا گیا ہے۔ اور چونکہ مولوی صاحب نے لکھا تھا، "مباحثہ تحریری ہو یا تقریری دونوں صورتیں ہمیں منظور ہیں۔" (اہلحدیث ۲۹ مئی ۱۹۴۲ء) اور ہم جانتے تھے، کہ مولوی صاحب کو گریز کی دیرینہ عادت ہے۔ اس لئے ہم نے یہی مناسب سمجھا، کہ مباحثہ تحریری ہو، تا اگر وہ مباحثہ میں بھی یہی طریق اختیار کریں، تو یہ چیز تحریری شکل میں محفوظ رہے۔ نیز اس وجہ سے بھی ہم نے تحریری مباحثہ پر زور دیا تھا، کہ یہ ایک خالص علمی موضوع ہے، عوام کو اس سے کچھ زیادہ دلچسپی نہیں ہو سکتی، اور "اہلحدیث" اور "ریویو" کے ناظرین جن کے سامنے یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مباحثہ کی گفتگو شروع ہوئی ہے، وہ بھی اسی صورت میں اس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں، کہ مباحثہ تحریری ہو، اور اس کی شکل یہ تجویز کی، کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنا پرچہ "اہلحدیث" میں شائع کر دیں، ہم اس کا جواب "ریویو" میں شائع کر دینگے۔ اس کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ "تحریری مباحثہ ہمیں منظور ہے، مگر اس طرح نہیں جس طرح ایڈیٹر صاحب "ریویو" نے لکھا ہے۔" (اہلحدیث ۲۴ر جولائی ۱۹۴۲ء)

۳ر اپریل کے "اہلحدیث" سے یہ گفتگو شروع ہوئی۔ اب ہمارا ستمبر کا پرچہ شائع ہو رہا ہے۔ گویا قریبًا چھ ماہ غیر فیصل مبادیات ہی میں گذر گئے۔ اور اس پر بھی مولوی صاحب جلد تر اس بحث کے تصفیہ کے لئے اپنے تئیں بے چین ظاہر کرتے ہیں۔ اور اسی طوالت کے خوف سے انہوں نے ہمارے پیشکردہ طریق پر بحث کرنے سے انکار کر دیا ہے اس لئے معاملہ کو جلد ختم کرنے کے واسطے ہماری تجویز یہ ہے، کہ وہ ایک ہی دفعہ تفصیل سے اپنی تمام شرائط شائع کر دیں (خواہ وہ جنگِ مقدس والی ہی ہوں، یا مباحثہ سرگودھا کی ترمیم کے ساتھ) بہرحال تمام شرائط مفصل درج ہونی چاہئیں۔ اور پھر جلد تر تراضی فریقین اس بحث کو نپٹا لیا جائے۔ ورنہ اس طرح یہ سلسلہ جلد ختم ہوتا نظر نہیں آتا، کہ وہ مناظرہ کے لئے ایک چیلنج دیں، ہم اُسے منظور کریں، اور اس کی ایک صورت پیش کریں، لیکن مولوی صاحب اسے نامنظور کر دیں۔ اور اپنی طرف سے ایک نئی صورت پیش کریں۔ پھر اس میں ترمیمیں ہوں۔ اس کے بعد کوئی دوسری شق نکل آئے۔ پھر اس پر گفتگو ہونے لگے۔ پس بہتر صورت یہی ہے، کہ مولوی صاحب اپنے چیلنج کو تفصیلی شرائط کے ساتھ شائع کر دیں۔ پھر ان سب پر اکٹھی گفتگو ہونے کے بعد باقاعدہ مباحثہ شروع ہو جائے۔

"الحکم" حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے اس طرۂ افتخار کو کوئی دبا نہیں سکتا، کہ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سب سے پہلے اخبار نویس ہیں۔ اور آپ نے اخبار "الحکم" کے ذریعہ تکمیل اشاعت کے کام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس درجہ خدمت کی، کہ حضور نے اس اخبار کو اپنا ایک بازو قرار دیا۔ نہ صرف اشاعت ہی کے پہلو سے بلکہ اب اس جہت سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی اس اخبار کا پایہ بہت بلند ہے، کہ یہ سلسلہ کی تاریخ کا محافظ ہے۔ چنانچہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۹۴۰ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر "الحکم" کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، کہ:۔

" اس نے ابتدائی زمانہ میں ایسی خدمت کی ہے کہ جماعت اس کا بدلہ نہیں اتار سکتی۔ سلسلہ کی بہت سی تاریخ اس کی وجہ سے محفوظ ہے۔ اگر دوست اس کی پرانی خدمات کی وجہ سے ہی اس کی مدد کر دیا کریں، تو یہ بھی اچھی بات ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس طرح وہ بھی چل نکلے۔ آخر جب ماں باپ بوڑھے ہو جائیں، تو ان کی خدمت بھی تو انسان کرتا ہے۔ حالانکہ وہ کوئی کام وغیرہ نہیں کر سکتے۔ مگر جو خدمت بھی بڑھاپے میں ان کی کرنی پڑے انسان کرتا ہے۔ کوئی گھر سے تو نہیں نکال دیتا۔ بلکہ شرفاء تو ایسے وقت میں زیادہ خدمت کرتے ہیں۔ اس صورت کو مدنظر رکھتے ہوئے دوست "الحکم" کو کم از کم اتنا ہی سہارہ دیتے جائیں، کہ اُسے یہ کہنے کا موقعہ نہ مل سکے، کہ دوست اس کے جاری رہنے میں کوئی مدد نہیں کرتے "

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کے اس ارشادِ گرامی کے بعد یقیناً کسی اور تحریک کی ضرورت نہیں رہتی، لیکن اوّل ثواب میں شرکت کے لئے پھر اپنا فرض سمجھتے ہوئے اور اس لئے کہ شاید کوئی شخص ان ارشاداتِ عالیہ کے سننے سے محروم رہ گیا ہو، یا کم از کم تذکیر ہی کا فائدہ دے، ہم بڑے زور سے احباب جماعت کو اس طرف متوجہ کرتے ہیں، کہ وہ اس **قومی مجاہد** کی اعانت کا فرض ادا کریں۔

۱۸۹۷ء میں "الحکم" کا آغاز ہوا، ۱۹۱۳ء تک باقاعدہ جاری رہا، پھر ۱۹۱۴ء سے دوسری بار جاری ہوا، اور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح اوّل رض نے اس کے جاری رکھنے کے لئے "عرفانی کبیر" سے عہد لیا۔ اس کے بعد اس میں وقفہ بھی پڑجاتا رہا۔ لیکن یہ صورتِ خورشید ڈوب ڈوب کر اُبھرا۔ پیچھے جنگ کی وجہ سے کاغذ کی ہوشربا گرانی کے باعث اس کی اشاعت میں وقفہ پڑگیا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن مئی ۱۹۴۲ء سے اب پھر جاری ہوا ہے۔ اور اس نے جماعت سے تعاون کی تحریک کی ہے۔ ہمارے نزدیک بغیر اس کے جو "الحکم" جماعت سے استمداد کرتا جماعت کا فرض تھا، کہ وہ خود بخود اس طرف متوجہ ہوتی۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سب سے پہلے اخبار کی حیاتِ نو سے خوش ہوتی جس کی زندگی کا مقصد وحید یہ ہے کہ وہ **ذکرِ حبیب** کو تازہ رکھے۔ لیکن اب کہ خود اس نے جماعت سے مطالبہ کیا ہے، ہم بڑے زور سے جماعت کو متوجہ کرینگے، کہ اس کی یہ پکار صدا بصحرا ثابت نہ ہو۔ بلکہ زندہ قوموں کی طرح اس کا عملی جواب دیا جائے۔

"الحکم" کے فاضل مدیرِ مسئول جناب شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کی یہ محنت قابلِ صد تحسین و آفرین ہیں، کہ گو دائم المرض اور خطرناک جسمانی عوارض کا عرصہ سے شکار ہونے کے باعث ان کی صحت بہت کمزور ہو گئی ہے۔ مگر باوجود اس کے جب بھی انہیں ذرا افاقہ ہوتا ہے، اور وہ اپنے تئیں کسی کام کے قابل پاتے ہیں، تو سب سے پہلے ان کی توجہ سلسلہ کے اس قدیم اخبار کے احیاد و اجراد کی طرف مبذول ہوتی ہے۔ اب بھی یہ انہیں کی کوششوں کا نتیجہ ہے، کہ اخبار پھر سے نکلنا شروع ہوا ہے۔ ایک مریض کی یہ ہمت تندرستوں کے لئے باعثِ رشک ہونی چاہیئے۔ ہماری یہ دلی تمنا ہے، خدا اسے پورا کرے، کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس زمانہ کی یہ پیاری یادگار ہمیشہ زندہ اور قائم رہے۔

بالآخر ہم "الحکم" کے کارکنوں سے بھی یہ گذارش کریں گے، کہ اب کے وہ اخبار کو ہر قیمت پر جاری رکھیں، اور ہرگز بند نہ ہونے دیں۔ تا خریداروں کو کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہ ملے۔ اس طرح کچھ عرصہ تک اخبار کو خسارہ تو ضرور ہوگا، لیکن انجام کار انشاء اللہ اخبار چل نکلے گا، اور سب خسارے پورے ہو جائیں گے۔ پائیدار کامیابی کے لئے استقامت و استقلال شرط ہے۔ جب اخبار باقاعدگی سے شائع ہوگا، تو جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے ناقدردان نہیں ہے۔ وہ اس کی خدمات کی صحیح معنوں میں قدر کرے گی، اور اسے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل بنا دیگی خدا کرے ایسا ہی ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سُلطان القلم

(۲)

(از صاحبزادہ میاں عبدالمنان صاحب عمر ایم - اے)

۳- سمٰوات کی حقیقت طبعیات کا ایک بڑا دقیق مسئلہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آئینہ کمالاتِ اسلام میں اس پر بحث کی ہے۔ پوری بحث کے لئے کتاب کا حاشیہ ص۱۳۶-۱۷۱ مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اس جگہ ہم صرف اس اعتراض کے جواب کو لیتے ہیں، کہ اللہ تعالےٰ نے آسمانوں کی تعداد کو سات کے عدد میں کیوں محدود کیا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"اس کا یہ جواب ہے کہ درحقیقت یہ تاثیرات مختلفہ کی طرف اشارہ ہے، جو مختلف طبقات سماوی سے مختلف ستارے اپنے اندر جذب کرتے ہیں۔ اور پھر زمین پر ان تاثیرات کو ڈالتے ہیں۔ چنانچہ اس کی تصریح اس آیت میں موجود ہے۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَھُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۔ (طلاق ع۲) یعنی خدا تعالےٰ نے آسمانوں کو سات پیدا کیا۔ اور ایسے ہی زمینیں بھی سات ہی پیدا کیں۔ اور اُن سات آسمانوں کا اثر جو بامر الٰہی ان میں پیدا ہے سات زمینوں میں ڈالا۔ تاکہ تم لوگ معلوم کر لو، کہ خدا تعالےٰ ہر ایک چیز کے بنانے پر اور ہر ایک انتظام کے کرنے پر اور رنگا رنگ کے پیرایوں میں اپنے کام دکھلانے پر قدرتِ تامہ رکھتا ہے۔ اور تا تمہارے علم وسیع ہو جائیں، اور علوم و فنون میں تم ترقی کرو۔ اور ہیئت اور طبعی اور طبابت اور جغرافیہ وغیرہ علوم تم میں پیدا ہو کر خدا تعالےٰ کی عظمتوں کی طرف تم کو متوجہ کریں۔ اور تم سمجھ لو،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ کیسے خدا تعالےٰ کا علم اور اس کی حکمت کاملہ ہر ایک شے پر محیط ہو رہی ہے۔ اور کیسی ترکیب ابلغ اور ترتیب محکم کے ساتھ آسمان اور جو کچھ اس میں ہے اپنا رشتہ زمین سے رکھتا ہے۔ اور کیسے خدا تعالیٰ نے زمین کو قوتِ قابلہ عطا کر رکھی ہے۔ اور آسمانوں اور ان کے اجرام کو قوتِ مؤثرہ مرحمت فرمائی ہے۔

اور یاد رہے کہ جس طرح تنزل امر جسمانی اور روحانی دونوں طور پر آسمانوں سے ہوتا ہے، اور ملائک کی توجہات اجرام سماوی کی تاثیرات کے ساتھ مخلوط ہو کر زمین پر گرتی ہیں، ایسا ہی زمین اور زمین والوں میں بھی جسمانی اور روحانی دونوں قوتیں قابلیّت کی عطا کی گئی ہیں تا قوابل اور مؤثرات میں بکلّی مساوات ہو۔

اور سات زمینوں سے مراد زمین کی آبادی کے سات طبقے ہیں، جو نسبتی طور پر بعض بعض کے تحت واقع ہیں۔ اور کچھ بے جا نہ ہوگا، اگر ہم دوسرے لفظوں میں ان طبقاتِ سبعہ کو ہفت اقلیم کے نام سے موسوم کر دیں۔ لیکن ناظرین اس دھوکہ میں نہ پڑیں، کہ جو کچھ ہفت اقلیم کی تقسیم ان یونانی علوم کی رُو سے ہو چکی ہے، جس کو اسلام کے ابتدائی زمانہ میں حکماء اسلام نے یونانی کتب سے لیا تھا، وہ بکلّی صحیح اور کامل ہے۔ کیونکہ اس جگہ تقسیم سے ہماری ایک صحیح تقسیم مراد ہے، جس سے کوئی معمورہ باہر نہ رہے۔ اور زمین کی ہر ایک جزو کسی حصّہ میں داخل ہو جائے۔ ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں، کہ اب تک یہ صحیح اور کامل تقسیم معرضِ ظہور میں بھی آئی یا نہیں۔ بلکہ صرف یہ غرض ہے کہ جو خیال اکثر انسانوں کا اس طرف رجوع کر گیا ہے، کہ زمین کو سات حصّہ پر تقسیم کیا جائے یہ خیال بھی گویا ایک الہامی تحریک تھی، جو الٰہی تقسیم کے لئے بطور شاہد ہے۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۱۵۵ تا ۱۶۰)

۴۔ دعا کی فلاسفی اس کی حقیقت و ضرورت کے متعلق آپ نے جو کچھ لکھا ہے اس کی بلندی، بزرگی اور سرفرازی کا انکار نہیں ہو سکتا۔ آپ کی کتب ان بحثوں سے بھری پڑی ہیں۔ بطور مثال چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ آپؑ برکات الدعا کے صفحہ ۹ پر فرماتے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"دعا کی ماہیت یہ ہے، کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب میں ایک تعلق مجاذبہ ہے۔ یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے، اور دُعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہونچکر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمّت کے ساتھ جھکتا ہے، اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے، پھر آگے کیا دیکھتا ہے، کہ بارگاہِ الوہیّت ہے، اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں، تب اس کی رُوح اس آستانہ پر سر رکھدیتی ہے، اور قوتِ جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالےٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تب اللہ جل شانہٗ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے، جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کے لئے دُعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش کے لئے ضروری ہوتے ہیں، اس دُعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور اگر قحط کے لئے بددعا ہے، تو قادرِ مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات اربابِ کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دعا میں ایک قوتِ تکوین پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی باذنہ تعالےٰ وہ دُعا عالمِ سفلی اور علوی میں تصرّف کرتی ہے۔ اور عناصر اور اجرامِ فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے۔ خدا تعالےٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں۔ بلکہ اعجاز کے بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابتِ دعا ہی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں، یا جو کچھ کہ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے، اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے۔ اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق، قدرتِ قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں۔ وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا، کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے، اور پُشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے، اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے، اور لوگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے، اور دُنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا، کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا، اور نہ کسی کان نے سُنا کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا؟ **وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں، جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا۔** اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں، کہ جو اس اُمّی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ بِقَدْرِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِھٰذِہِ الْاُمَّةِ وَاَنْزِلْ عَلَیْہِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَی الْاَبَدِ۔ اور میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں، کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھکر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز عظیم التاثیر نہیں، جیسی کہ دُعا ہے۔" (برکات الدعا صفحہ ۵-۶-۷)

"ہر ایک بیت العلم کی کنجی دعا ہی ہے۔ اور کوئی علم اور معرفت کا دقیقہ نہیں جو بغیر اس کے ظہور میں آیا ہو۔ ہمارا سوچنا، ہمارا فکر کرنا، اور ہمارا طلب امر مخفی کے لئے خیال کو دوڑانا یہ سب امور دعا ہی میں داخل ہیں۔ صرف فرق یہ ہے، کہ عارفوں کی دعا آدابِ معرفت کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ اور ان کی رُوح مبدء فیض کو شناخت کر کے بصیرت کے ساتھ اس کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے۔ اور محجوبوں کی دُعا صرف ایک سرگردانی ہے، جو فکر اور غور اور طلبِ اسباب کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے . . . . . دُعا اور تدبیر انسانی طبیعت کے دو طبعی تقاضے ہیں، جو قدیم سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا ہے، دو حقیقی بھائیوں کی طرح انسانی فطرت کے خادم چلے آئے ہیں۔ اور تدبیر دعا کے لئے بطور نتیجۂ ضروریہ کے اور دعا تدبیر کے لئے بطور محرک اور جاذب کے ہے۔ اور انسان کی سعادت اسی میں ہے، کہ وہ تدبیر کرنے سے پہلے دعا کے ساتھ مبدء فیض سے مدد طلب کرے، تا اس چشمۂ لازوال سے روشنی پاکر عمدہ تدبیریں میسر آسکیں۔" (ایام الصلح صـ۲-۳)

"یہی دعا ہے، جس سے خدا پہچانا جاتا ہے۔ اور اس ذوالجلال کی ہستی کا پتہ لگتا ہے، جو ہزاروں پردوں میں مخفی ہے۔ دعا کرنے والوں کے لئے آسمان زمین سے نزدیک آجاتا ہے۔ اور دُعا قبول ہو کر مشکل کشائی کے لئے نئے اسباب پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور ان کا علم پیش از وقت دیا جاتا ہے۔ اور کم سے کم یہ کہ میخ آہنی کی طرح قبولیت دُعا کا یقین غیب سے دل میں بیٹھ جاتا ہے۔ سچ یہی ہے کہ اگر یہ دُعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خداشناسی کے بارے میں حق الیقین تک نہ پہونچ سکتا۔ دُعا سے الہام ملتا ہے۔ دعا سے ہم خدا تعالےٰ کے ساتھ کلام کرتے ہیں جب انسان اخلاص اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دُعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہونچ جاتا ہے تب وہ زندہ خدا اس پر ظاہر ہوتا ہے، جو لوگوں سے پوشیدہ ہے۔" (ایام الصلح صـ۱۱)

"یہ بات یاد رہے، کہ اگرچہ قضاء و قدر میں سب کچھ مقرر ہو چکا ہے۔ مگر قضاء و قدر نے علوم کو ضائع نہیں کیا۔ سو جیسا کہ باوجود تسلیم مسئلہ قضاء و قدر کے ہر ایک کو علمی تجارب کے ذریعہ سے ماننا پڑتا ہے کہ بے شک دواؤں میں خواص پوشیدہ ہیں۔ اور اگر مرض کے مناسب حال کوئی دوا استعمال ہو، تو خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے بے شک مریض کو فائدہ ہوتا ہے۔ سو ایسا ہی علمی تجارب کے ذریعہ سے ہر ایک عارف کو ماننا پڑا ہے، کہ دُعا کا قبولیت کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک رشتہ ہے۔ ہم اس راز کو معقولی طور پر دوسروں کے دلوں میں بٹھا سکیں یا نہ بٹھا سکیں۔ مگر کروڑ ہا راستبازوں کے تجارب نے اور خود ہمارے تجربہ نے اس مخفی حقیقت کو ہمیں دکھلا دیا ہے، کہ ہمارا دعا کرنا ایک قوت مقناطیسی رکھتا ہے۔ اور فضل اور رحمتِ الٰہی کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔" (ایام الصلح صـ۱۲)

"بعض لوگ جلد ہی سے کہہ دیتے ہیں، کہ ہم دعا سے منع نہیں کرتے۔ مگر دُعا سے مطلب صرف عبادت ہے جس پر ثواب مترتب ہوتا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ لوگ نہیں سوچتے، کہ ہر ایک عبادت جس کے اندر خدا تعالیٰ کی طرف سے روحانیت پیدا نہیں ہوتی، اور ہر ایک ثواب جس کی محض خیال کے طور پر کسی آئندہ زمانہ پر امید رکھی جاتی ہے۔ وہ سب خیالِ باطل ہے۔ حقیقی عبادت اور حقیقی ثواب وہی ہے جس کے اسی دُنیا میں انوار اور برکات محسوس بھی ہوں۔ ہماری پرستش کی قبولیت کے آثار یہی ہیں، کہ ہم عین دعا کے وقت میں اپنے دل کی آنکھ سے مشاہدہ کریں۔ کہ ایک تریاقی نور خدا سے اُترتا اور ہمارے دل کے زہریلے مواد کو کھوتا اور ہمارے پر ایک شعلہ کی طرح گرتا اور فی الفور ہمیں ایک پاک کیفیت، انشراح صدر اور یقین اور محبّت اور لذّت اور اُنس اور ذوق سے پُر کر دیتا ہے۔ اگر یہ امر نہیں ہے تو پھر دُعا اور عبادت بھی ایک رسم اور عادت ہے۔ ہر ایک دعا گو ہماری دینوی مشکل کشائی کے لیئے ہو، مگر ہماری ایمانی حالت اور عرفانی مرتبت پر گذر کر آتی ہے۔ یعنی اوّل ہمیں ایمان اور عرفان میں ترقی بخشتی ہے۔ اور ایک پاک سکینت اور انشراح صدر اور اطمینان اور حقیقی خوشحالی ہمیں عطا کر کے پھر ہماری دینوی مکروہات پر اپنا اثر ڈالتی ہے اور جس پہلو سے مناسب ہے، اس پہلو سے ہمارے غم کو دُور کر دیتی ہے۔ . . . . . . یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے، کہ دُعا جو خدا تعالےٰ کے پاک کلام میں مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اداريّه :-

باطل کی ہمت اور اولوالعزمی امریکہ کے رسالہ "مسلم ورلڈ" بابت ماہ اپریل ۱۹۴۲ء میں ایک بڈھے امریکن مشنری مسٹر شیلا بیٹر نے ایک مضمون لکھا ہے، جس میں وہ نوجوان عیسائی مبلغین کو یہ تلقین کرتا ہے، کہ مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کرنے کے لئے یہ ضروری ہے، کہ وہ پہلے اسلامی علوم سے پوری واقفیت حاصل کریں۔ اس سلسلہ میں وہ اپنا ذاتی تجربہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کرتا ہے :-

"مجھے سنہ ۱۸۹۰ء میں ملایا کے باشندوں میں کام کرنے کے لئے سنگاپور بھیجا گیا۔ ایسے لوگوں تک رسائی حاصل کرنے کے لئے جو اسلام کے پیرو اور قرآنی اصول کے معتقد تھے، میری کوئی خاص تیاری نہ تھی۔ گو میں نے ملائی زبان کا گہرا مطالعہ کر کے اس میں بولنے کی مشق کر لی تھی، مگر میں نے جلد ہی محسوس کر لیا، کہ میں ان لوگوں کے مذہبی اعتقادات سے بکلی ناواقف ہوں، کیونکہ میں نے نہ کبھی قرآن کا مطالعہ کیا تھا، اور نہ کوئی دوسرا اسلامی لٹریچر پڑھا تھا۔ اور اس وجہ سے مسلمانوں کی مذہبی اصطلاحات کو بالکل نہ سمجھ سکتا تھا۔ مجھے کبھی بھی یہ نہیں بتایا گیا تھا، کہ ملایا کے باشندوں میں کام کرنے کے لئے ان کے مذہب، ان کی مذہبی زندگی، اور ان کی مذہبی زبان عربی کا علم مجھے میرے کام میں مدد دے گا۔ کچھ عرصہ کے بعد میں نے عربی گریمر کی ایک کتاب خریدی، اور عربی زبان سیکھنے کی کوشش کی۔ مگر کوئی مجھے پڑھانے کے لئے تیار نہ ہوا۔ یہ محسوس کر کے کہ ملائی زبان کے متعلق بہترین لٹریچر ڈچ لوگوں نے لکھا ہے۔ میں نے سنگاپور میں ایمسٹرڈم کے ایک یہودی کی خدمات ڈچ زبان پڑھنے کے لئے حاصل کیں، اور جلد ہی ڈچ زبان بولنے اور پڑھنے پر قادر ہو گیا۔ پھر میں نے ایک چینی کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی فرضیت کے چار سبب ہیں۔ ایک یہ کہ تا ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر توحید پر پختگی حاصل ہو۔ کیونکہ خدا سے مانگنا اس بات کا اقرار کرنا ہے، کہ مرادوں کا دینے والا صرف خدا ہے۔ دوسرے یہ کہ تا دُعا کے قبول ہونے اور مراد کے ملنے پر ایمان قوی ہو۔ تیسرے یہ کہ اگر کسی اور رنگ میں عنایت الٰہی شامل حال ہو، تو علم اور حکمت زیادت پکڑے۔ چوتھے یہ کہ اگر دُعا کی قبولیت کا الہام اور رؤیا کے ساتھ وعدہ دیا جائے، اور اسی طرح ظہور میں آوے، تو معرفت الٰہی ترقی کرے، اور معرفت سے یقین، اور یقین سے محبت، اور محبت سے ہر ایک گناہ اور غیر اللہ سے انقطاع حاصل ہو، جو حقیقی نجات کا ثمرہ ہے۔ . . . .‘‘ (ایام الصلح ص۱۲-۱۳-۱۴)

اس کے بعد آپؑ نے سورۂ فاتحہ کی ایک نہایت لطیف تفسیر فرمائی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی پہلی سورت میں ہی دعا کے لئے ترغیب دی ہے۔ اس کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے، کہ کس طرح آپ حقانی صداقتوں کی پابندی کے ساتھ نہایت سلیس اور رواں تحریر پر قادر تھے۔

اب کہ تفسیر القرآن کا ذکر آگیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنی کتب میں اکثر جگہ قرآن مجید کی آیات کی تفسیر فرمائی ہے، اس لئے بطور نمونہ اس کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ بے پایاں ترقی کی قوتیں اس میں ودیعت کی گئی ہیں۔ اس کی خودی کی بلندی کو دھکا لگاتے ہیں وہ لوگ جو آیت قرآنی اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا فَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا (الاحزاب) کو مقامِ مدح میں نہیں، بلکہ مقام ذم میں سمجھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آئینہ کمالاتِ اسلام میں یہ تحریر فرمایا ہے:۔

۱۔ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔ یعنی اس امانت کو، جو ربّیت بو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا کامل ابتلا ہے جس کو فقط عبودیت کاملہ اٹھا سکتی ہے، انسان نے اُٹھا لیا۔ کیونکہ وہ ظلوم اور جہول تھا۔ یعنی خدا تعالیٰ کے لئے اپنے نفس پر سختی کر سکتا تھا اور غیر اللہ سے اس قدر دور ہو سکتا تھا، کہ اس کی صورت علمی سے بھی اس کا ذہن خالی ہو جاتا تھا۔ واضح ہو کہ ہم سخت غلطی کریں گے۔ اگر اس جگہ ظلوم کے لفظ سے کافر اور سرکش اور مشرک اور عدل کو چھوڑنے والا مراد لیں گے۔ کیونکہ یہ ظلوم وجہول کا لفظ اس جگہ اللہ جلّ شانہٗ نے انسان کے لئے مقام مدح میں استعمال کیا ہے، نہ مقامِ ذم میں۔ اور اگر نعوذ باللہ یہ مقام ذم میں ہو، تو اس کے یہ معنی ہوں گے، کہ سب سے بدتر انسان ہی تھا، جس نے خدا تعالیٰ کی پاک امانت کو اپنے سر پر اُٹھا لیا، اور اس کے حکم کو مان لیا۔ بلکہ نعوذ باللہ یوں کہنا پڑے گا کہ سب سے زیادہ ظالم اور جاہل انبیاء اور رسول تھے، جنہوں نے سب سے پہلے اس امانت کو اٹھا لیا۔ حالانکہ اللہ جلّ شانہٗ آپ فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو احسن تقویم میں پیدا کیا ہے۔ پھر وہ سب سے بدتر کیونکر ہوا؟ اور انبیاء کو سیّد العالمین قرار دیا ہے، پھر وہ ظلوم وجہول دوسرے معنوں کی رو سے کیونکر کہلاویں؟ ماسوا اس کے ایسا خیال کرنے میں خدا تعالیٰ پر بھی اعتراض لازم آتا ہے، کہ اس کی امانت جو وہ دینی چاہتا تھا، وہ کوئی خیر اور صلاحیت اور برکت کی چیز نہیں تھی، بلکہ شر اور فساد کی چیز تھی، کہ شریر اور ظالم نے اس کو قبول کیا، اور نیکوں نے اس کو قبول نہ کیا۔ مگر کیا خدا تعالیٰ کی نسبت یہ بدظنی کرنا جائز ہے، کہ جو چیز اس کے چشمہ سے نکلے، اور جس کا نام وہ اپنی امانت رکھے، جو پھر اسی کی طرف ردّ ہونے کے لائق ہے، وہ درحقیقت نعوذ باللہ خراب اور پلید چیز ہو، جس کو بجز ایسے ظلوم کے جو درحقیقت سرکش اور نافرمان اور نعمتِ عدل سے بکلّی بے نصیب ہے، کوئی دوسرا قبول نہ کر سکے۔ افسوس کہ ایسے مکروہ خیال والے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کچھ بھی خدا تعالیٰ کی عظمت پر نگہ نہیں رکھتے۔ وہ یہ بھی نہیں سوچتے، کہ امانت اگر سراسر خیر ہے، تو پھر اس کا قبول کر لینا ظلم میں کیوں داخل ہے؟ اور اگر امانت خود شر اور فساد کی چیز ہے، تو پھر وہ خدا تعالےٰ کی طرف کیوں منسوب کی جاتی ہے؟ کیا خدا تعالیٰ نعوذ باللہ فساد کا مبدء ہے؟ اور کیا جو چیز اس کے پاک چشمہ سے نکلتی ہے اس کا نام فساد اور شر رکھنا چاہیئے۔ ظلمت ظلمت کی طرف جاتی ہے، اور نور نور کی طرف۔ سو امانت نور تھی، اور انسان ظلوم جہول بھی، ان معنوں کر کے جو ہم بیان کر چکے ہیں، ایک نور رہے اس لئے نور نے نور کو قبول کر لیا۔ وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا۔ یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں بھی نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا، وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں۔ جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۱۵۸ تا ۱۶۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہین احمدیہ کے حاشیہ ۱۱ میں ایک بحث اٹھائی ہے، کہ وحی الہٰی کے پانے کے لئے تقدس کامل شرط ہے۔ اس سلسلہ میں حضور فرماتے ہیں:-

۲۔ "قرآن شریف میں اس مسئلہ کو ایک عمدہ مثال میں بیان کیا ہے، جو ذیل میں مع ایک لطیف تحقیقات کے جو اس کی تفسیر سے متعلق اور بحث ہذا کی تکمیل کے لئے ضروری ہے لکھی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ۚ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ
وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (نور-۴)

خدا آسمان اور زمین کا نور ہے۔ یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے۔ خواہ وہ ارواح میں ہے، خواہ اجسام میں، اور خواہ ذاتی ہے، اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی۔ اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی اسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے، کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے۔ اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔ وہی تمام فیوض کا مبدء ہے، اور تمام انوار کی علت العلل۔ اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔ اسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیوم ہے۔ اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہے۔ وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانۂ عدم سے باہر نکالا، اور خلعتِ وجود بخشا۔ بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے، جو فی حد ذاتہٖ واجب اور قدیم ہو۔ یا اس سے مُستفیض نہ ہو۔ بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور رُوح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔ یہ تو عام فیضان ہے، جس کا بیان آیت اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں ظاہر فرمایا گیا۔ یہی فیضان ہے جس نے دائرہ کی طرح ہر ایک چیز پر احاطہ کر رکھا ہے، جس کے فائض ہونے کے لئے کوئی قابلیت شرط نہیں۔ لیکن بمقابلہ اس کے ایک خاص فیضان بھی ہے جو مشروط بشرائط ہے، اور اُنہیں افرادِ خاصہ پر فائض ہوتا ہے، جن میں اس کے قبول کرنے کی قابلیت و استعداد موجود ہے۔ یعنی نفوسِ کاملہ انبیاء علیہم السلام پر، جن میں سے افضل و اعلیٰ ذاتِ جامع البرکات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ دوسروں پر ہرگز نہیں ہوتا۔ اور چونکہ وہ فیضان ایک نہایت باریک صداقت ہے، اور دقائقِ حکمیہ میں سے ایک دقیق مسئلہ ہے، اس لئے خداوند تعالےٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے اوّل فیضانِ عام کو (جو بدیہی الظہور ہے) بیان کرکے پھر اس فیضانِ خاص کو بغرضِ اظہار کیفیت نور حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم ایک مثال میں بیان فرمایا ہے، کہ جو اس آیت سے شروع ہوتی ہے۔ مَثَلُ نُوْرِہٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ الخ اور بطورِ مثال اس لئے بیان کیا، کہ تا اس دقیقۂ نازک کے سمجھنے میں ابہام اور دقّت باقی نہ رہے۔ کیونکہ معانیٔ معقولہ کو صورِ محسوسہ میں بیان کرنے سے ہر ایک غبی و بلید بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ بقیہ ترجمہ آیاتِ ممدوحہ یہ ہے۔ اس نور کی مثال (فردِ کامل میں جو پیغمبر ہے) یہ ہے جیسے ایک طاق (یعنی سینہ مشروح حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم) اور طاق میں ایک چراغ (یعنی وحی اللہ) اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں جو نہایت مصفّٰی ہے۔ (یعنی نہایت پاک اور مقدس دل میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دل ہے۔ جو کہ اپنی اصل فطرت میں شیشۂ سفید اور صافی کی طرح ہر یک طور کی کثافت اور کدورت سے منزّہ اور مطہّر ہے۔ اور تعلقاتِ ماسوی اللہ سے بکلّی پاک ہے) اور شیشہ ایسا صاف کہ گویا ان ستاروں میں سے ایک عظیم النّور ستارہ ہے، جو آسمان پر بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکتے ہوئے نکلتے ہیں۔ جن کو کوکبِ دُرّی کہتے ہیں (یعنی حضرت خاتم الانبیاء کا دل ایسا صاف ہے، کہ کوکبِ دُرّی کی طرح نہایت منوّر اور درخشندہ جس کی اندرونی روشنی اس کے بیرونی قالب پر پانی کی طرح بہتی ہوئی نظر آتی ہے) وہ چراغ زیتون کے شجرہ مبارکہ سے (یعنی زیتون کے روغن سے) روشن کیا گیا ہے۔ (شجرہ مبارکہ زیتون سے مراد وجود مبارک محمدی ہے کہ جو بوجہ نہایت جامعیت و کمال انواع و اقسام کی برکتوں کا مجموعہ ہے۔ جس کا فیض کسی جہت و مکان و زمان سے مخصوص نہیں۔ بلکہ تمام لوگوں کے لئے عام علی سبیل الدوام ہے اور ہمیشہ جاری ہے۔ کبھی منقطع نہیں ہوگا) اور شجرہ مبارکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ شرقی ہے نہ غربی (یعنی طینت پاک محمدی میں نہ افراط ہے نہ تفریط۔ بلکہ نہایت توسط و اعتدال پر واقع ہے۔ اور احسن تقویم پر مخلوق ہے) اور یہ جو فرمایا، کہ اس شجرۂ مبارکہ کے روغن سے چراغ دلی روشن کیا گیا ہے۔ سو روغن سے مراد عقل لطیف نورانی محمدی مع جمیع اخلاقِ فاضلہ فطرتیہ ہے۔ جو اس عقلِ کامل کے چشمۂ صافی سے پروردہ ہیں۔ اور وحی کا چراغ لطائفِ محمدیہ سے روشن ہونا ان معنوں میں ہے، کہ لطائف قابلہ پر وحی کا فیضان ہوا۔ اور ظہور وحی کا موجب وہی ٹھہرے اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے، کہ فیضانِ وحی ان لطائفِ محمدیہ کے مطابق ہوا۔ اور انہیں اعتدالات کے مناسب حال ظہور میں آیا، کہ جو طینت محمدیہ میں موجود تھی۔ ....)

اور تیل ایسا صاف اور لطیف کہ بن آگ ہی روشن ہونے پر آمادہ (یعنی عقل اور جمیع اخلاقِ فاضلہ اس نبی معصوم کی ایسی کمال موزونیت و لطائف و نورانیت پر واقع کہ الہام سے پہلے ہی خود بخود روشن ہونے پر مستعد تھے) نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ۔ نور فائض ہوا نور پر۔ (یعنی جبکہ وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم میں کئی نور جمع تھے، سو ان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الٰہی ہے وارد ہوگیا۔ اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا۔ پس اس میں یہ اشارہ فرمایا، کہ نور وحی کے نازل ہونے کا یہی فلسفہ ہے، کہ وہ نور پر ہی وارد ہوتا ہے۔ تاریکی پر وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ فیضان کے لئے مناسبت شرط ہے۔ اور تاریکی کو نور سے کچھ مناسبت نہیں۔ بلکہ نور کو نور سے مناسبت ہے۔ اور حکیم مطلق بغیر رعایتِ مناسبت کوئی کام نہیں کرتا۔ ایسا ہی فیضانِ نور میں بھی اس کا یہی قانون ہے، کہ جس کے پاس کچھ نور ہے، اسی کو اور نور بھی دیا جاتا ہے۔ اور جس کے پاس کچھ نہیں اس کو کچھ نہیں دیا جاتا۔ جو شخص آنکھوں کا نور رکھتا ہے، وہی آفتاب کا نور پاتا ہے۔ اور جس کے پاس آنکھوں کا نور نہیں، وہ آفتاب کے نور سے بھی بے بہرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہتا ہے اور جس کو فطرتی نور کم ملا ہے اس کو دوسرا نور بھی کم ہی ملتا ہے۔ اور جس کو فطرتی نور زیادہ ملا ہے، اس کو دوسرا نور بھی زیادہ ہی ملتا ہے۔ اور انبیاء منجملہ سلسلہ متفاوتہ فطرتِ انسانی کے وہ افراد عالیہ ہیں، جن کو اس کثرت اور کمال سے نور باطنی عطا ہوا ہے، کہ گویا وہ نورِ مجسم ہو گئے ہیں۔ اسی جہت سے قرآن شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے۔ جیسا فرمایا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ ۝ نمبر۶ وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ نمبر۲۲۔ یہی حکمت ہے کہ نور وحی جس کے لئے نور فطرتی کا کامل اور عظیم الشان ہونا شرط ہے، صرف انبیاء کو ملا، اور انہیں سے مخصوص ہوا۔" (براہین احمدیہ فصل اوّل صفحہ ۱۷۷ تا ۱۸۱)

۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۳ تا ۸۴ میں آیاتِ قرآنی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ کی بے نظیر و محیر العقول تفسیر میں نہایت مصفا اور لذیذ انداز سے وہ مراتب ستّہ بیان فرمائے ہیں، جن کا حاصل کرنا عقل سلیم کے نزدیک اس مومن کے لئے ضروری ہے، جو اپنے وجود روحانی کو کمال تک پہونچانا چاہتا ہے۔ اور پھر جسمانی وجود کی ترقیات کے ساتھ اس حُسن سے ان کی مطابقت دکھائی ہے، جو الفاظ کے ذریعہ ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ چونکہ آیاتِ قرآنیہ مندرجہ بالا کی یہ روحانی فلاسفی قریباً چوّن صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، اور اِس موقعہ پر اس کا اقتباس پیش کرنے کی بھی گنجائش نہیں، اس لئے قارئین کرام سے درخواست ہے، کہ وہ اس کو اس کے اصل مقام پر براہین احمدیہ حصہ پنجم میں مطالعہ کریں۔ جہاں حقائق و معارف کا دریا موجیں لے رہا ہے۔ انہیں معلوم ہو جائے گا، کہ حُسن خیال، حسن نظر اور حُسن ادا صرف اظہار جذبات عشق و محبت ہی کے لئے خاص نہیں بلکہ گہرے رُوحانی مطالب حل کرنے میں بھی ان سے کتنا شاندار کام لیا جا سکتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب خورد سالی سے ہی تعلی بیجا کے خوگر چلے آتے ہیں۔ اور اب کہ وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سال خورد ہو چکے ہیں، ان کی یہ عادت طبیعت ثانیہ بن چکی ہے وہ جا بجا اپنے آپ کو اس انداز سے ظاہر کرتے رہتے ہیں کہ گویا وہ کوئی بڑے مفسرِ قرآن ہیں۔ اور اس امر کے اظہار کی غرض سے وہ اکثر ایسی باتیں لکھتے رہتے ہیں:۔

"قادیان سے جب کبھی یہ آواز نکلی، کہ ہم قرآن مجید کے معارف اور حقائق ایسے جانتے ہیں، جن کو اور کوئی نہیں جانتا۔ کوئی ہے جو ہمارا مقابلہ کر سکے۔ ادھر سے جواب دیا کہ "ہم"۔" (اہلحدیث مورخہ ۲۰ر جولائی ۱۹۳۴ء)

اس بے حقیقت جواب کی بے حقیقتی علاوہ بار بار ظاہر ہوتے رہنے کے اس وقت بھی کھلے طور پر طشت از بام ہو جاتی ہے، جب یہ دیکھا جائے، کہ اس خود بین و خود نما مولوی نے مذکورۃ الصدر آیات کی تفسیر کس طرح کی ہے۔ مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ اس کی وہ ذاتی بیان کردہ تفسیر اس مضمون کے ساتھ درج کی جائے، جو نہ تو اخلاقی حالت کو درست کر سکتی ہے، اور نہ روحانی حالت پر کوئی نیک اثر ڈالنے والی ہے، اور نہ اس کی زبان ہی کوئی قابلِ التفات پہلو اپنے اندر رکھتی ہے۔ لیکن قارئین کرام سے عرض ہے، کہ وہ تفسیر ثنائی کے متعلقہ حصوں کو دیکھیں اسلئے کہ؎ گر نہ بودے در مقابل روئے مکروہ و سیاہ

کس چہ دانستے جمالِ شاہدِ گلفام را

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کی خوبی اور زیادہ اُجاگر ہو جاتی ہے، جب ہم دیکھتے ہیں، کہ جس وقت آپ نے قلم ہاتھ میں لیا ہے، اردو زبان اپنی ابتدائی حالت میں ہونے کی وجہ سے خالص گہرے علمی مسائل بیان کرنے کے قابل نہیں سمجھی جاتی تھی۔ لیکن آپ نے اس میں اخلاقی و روحانی مضامین کے بھی انبار لگا دیئے اور حقائق و معارف کے دریا بھی بہا دیئے۔ خلاصہ یہ کہ نہایت صفائی، وضاحت اور روانی سے وہ سب کچھ فرما دیا، جو فرمانا چاہا، اور یہ قلم پر آپ کے اقتدار کا کمال تھا، اور اس بات کا ثبوت، کہ آپ سادہ الفاظ اور سلیس ترکیبوں کے پردہ میں باریک مطالب، اور وسیع مضامین نہایت خوبصورتی اور لطافت سے ادا فرما سکتے تھے۔ (باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعودؑ کا جانشین

خلیفہ ـــــ یا ـــــ انجمن

(۴)

(از حضرت مولوی شیر علی صاحب)

مولوی محمد علی صاحب بار بار یہ سوال کرتے ہیں، کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قواعدِ انجمن میں خلیفہ کا ذکر کیوں نہیں کیا۔ اور اس عدم ذکر سے یہ استدلال کرتے ہیں، کہ آپ کے بعد کسی فرد واحد نے خلیفہ نہیں ہونا تھا۔ اس لئے آپ نے ان قواعد میں صرف انجمن کا ذکر کیا ہے، اور خلیفہ کی طرف ان قواعد میں کوئی اشارہ نہیں کیا۔

لیکن اوّل تو یہ کہنا غلط ہے، کہ انجمن کے لئے جو ہدایات الوصیّت میں دی گئی ہیں، ان میں خلافت کی طرف کوئی اشارہ نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ جہاں حضرت مسیح موعودؑ نے انجمن کا رپرداز کی بنیاد ڈالی ہے، وہاں ممبران انجمن کے متعلق صاف الفاظ میں تحریر فرمایا ہے، کہ ان کا یہ فرض ہوگا، کہ مفوّضہ خدمات کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ بجا لاویں۔ پس چونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے انجمن کو سلسلہ احمدیہ کی ہدایت کے ماتحت کام کرنے کا حکم دیا ہے، اس لئے سلسلہ احمدیہ کو انجمن کا حاکم قرار دیا ہے، اور انجمن کو محکوم۔ یہاں دوسرے الفاظ میں صاف طور پر انجمن کو یہ ہدایت دی ہے کہ وہ امام جماعت احمدیہ کی ہدایت کے ماتحت کام کریں۔ سلسلہ احمدیہ ایک منظم چیز کا نام ہے۔ اور منظم جماعت کے لئے ایک واجب الاطاعت امام کی ضرورت ہے۔ سو اس ہدایت کے ہوتے ہوئے کہ انجمن کے ممبروں کا فرض ہوگا، کہ وہ خدماتِ مفوّضہ کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ بجا لاویں،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انجمن یہ دعوٰی نہیں کرسکتی، کہ وہ جماعت احمدیہ کے امام کی اطاعت سے آزاد ہے۔ پس اس بنیادی قاعدے میں حضرت مسیح موعودؑ نے انجمن کو امامِ جماعت احمدیہ کی ہدایت کے مطابق کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ قاعدہ تمام فروعی قواعد پر حاوی ہے۔

اس کے علاوہ فروعی قواعد میں خلیفہ کا جابجا ذکر نہ کرنا ایک ایسا امر ہے، جو حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری تحریرات سے آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ آپ کی دوسری تحریرات سے یہاں پر صاف ظاہر ہوجاتا ہے، کہ خلیفے کا معاملہ آپ نے کلّیۃً اللہ تعالےٰ کے سپرد کردیا۔ آپ کا ایمان تھا، کہ خلیفہ اللہ تعالےٰ خود بناتا ہے۔ اس لئے آپ نے اس معاملہ کو کلّیۃً خدا کے سپرد کردیا۔ آپ آنحضرت صلعم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلعم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا، کہ آپؐ کو خوب علم تھا، کہ خدا تعالےٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمائیگا۔ کیونکہ یہ خدا ہی کا کام ہے۔" (الحکم ۱۴ر اپریل ۱۹۰۸ء)

اس سے ظاہر ہوتا ہے، کہ جس طرح آنحضرت صلعم کو یقین تھا، کہ خلیفہ مقرر کرنا خدا ہی کا کام ہے، اور اس لئے آنحضورؐ نے اس میں خود کوئی دخل نہ دیا، بلکہ یہ معاملہ کلّیۃً خدا تعالےٰ پر چھوڑ دیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کو بھی یقین تھا، کہ آپ کے بعد بھی خلفاء کا مقرر کرنا خدا ہی کا کام ہے۔ وہ خود ایسے افراد کو کھڑا کرے گا، جو آپ کے جانشین ہوں گے۔ اس لئے آپؑ نے خلافت کے بارے میں خود کوئی دخل نہیں دیا، بلکہ آنحضرتؐ کی طرح اس معاملہ کو خدا کے سپرد کردیا۔ اور یہی وجہ ہے، کہ انجمن کے متعلق تفصیلی قواعد بناتے ہوئے خلیفہ کے ذکر کو چھوڑ دیا ہے۔ ہاں اصولی رنگ میں یہ اشارہ کردیا، کہ انجمن کو خلیفہ وقت کی ہدایت کے مطابق کام کرنا ہوگا۔ مگر وہاں بھی اس قدر احتیاط سے کام لیا ہے۔ کہ خلیفہ کا نام صراحتاً ذکر نہیں کیا۔ بلکہ سلسلہ احمدیّہ کی ہدایت کے الفاظ استعمال کرکے خلیفہ کی طرف اشارہ کردیا ہے۔ جو کام خدا کا تھا وہ آپ نے خدا کے سپرد کردیا۔ اس میں کوئی دخل نہیں دیا۔ اور جتنا کام آپ کے متعلق تھا یعنی قبرستان کے متعلق ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدمات حاصل کیں، اور اس سے چینی زبان جو ملایا میں رائج ہے سیکھی۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد مَیں چینی اور ملائی دونوں زبانوں میں منادی کرنے کے قابل ہوگیا۔ لیکن عربی اور اسلام کے متعلق میں کچھ نہ کرسکا۔ بالآخر مَیں نے ڈاکٹر زویمر کو لکھا، کہ عربی اور اسلام کا تھوڑا بہت علم حاصل کرنیکی کوئی تجویز بتائیے۔ ڈاکٹر موصوف نے میرا خط عربی کے مشنری فاضل ڈاکٹر گیرڈنر (Gairdner) کے پاس بھیجدیا۔ انہوں نے مجھے پُر زور الفاظ میں ہارٹ فورڈ جاکر ڈاکٹر میکڈانلڈ کے پاس پڑھنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ میں ہارٹ فورڈ چلاگیا۔ اور ۲۰-۱۹۱۸ء میں پورے دو سال میں نے ڈاکٹر میکڈانلڈ کے پاس رہ کر عربی پڑھی۔ لیکن بدقسمتی سے میں اپنی اس واقفیت سے جو میں نے اتنی محنت کرکے اسلام اور عربی زبان کے متعلق حاصل کی تھی، ملایا میں کام کرتے ہوئے کچھ فائدہ حاصل نہ کرسکا۔ کیونکہ جب میں ۱۹۲۰ء میں سنگاپور واپس آیا، تو میری صحت گرم آب و ہوا میں ایک لمبے عرصہ تک آرام کئے بغیر کام کرنے کے باعث اس درجہ خراب ہوچکی تھی، کہ میرے لئے مستقل طور پر سنگاپور کو خیرباد کہنا ضروری ہوگیا۔ تب سے مَیں ملایا کے باشندوں کی خدمت زیادہ تر ملائی زبان میں لٹریچر تیار کرنے کے ذریعہ کررہا ہوں۔ نیز مَیں نئی پود کے مبلغین کو مسلمانوں میں کام کرنے کے لئے پوری تیاری کرنے میں مدد دیتا ہوں اور ان کو اسلامی عقائد اور تاریخ اور عربی زبان کا پورا علم حاصل کرنے میں ان کی رہنمائی کرتا ہوں"۔

جب کسی قوم کے افراد کی اپنے مذہب کو پھیلانے کے لئے ہمت اور کوشش کا یہ حال ہو، تو اس مذہب کی دنیا میں اشاعت کیوں نہ ہو۔ یہ صرف ایک مثال ہے۔ ورنہ کتنے ہی پادری اور منّاد ہیں، جو اسی ہمّت اور کوشش سے عیسائیت کو پھیلانے میں ہمہ تن لگے ہوئے ہیں۔ عیسائیت کے عقائد و اصول غلط اور خلافِ فطرت سہی، لیکن ان کی محنت اور کوشش کا پھل تو ان کو ضرور ملتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کمیٹی کا قائم کرنا اور اس کی رہنمائی کے لئے تفصیلی قواعد بنانا یہ آپ نے خود کر دیا۔ ان حالات کے ماتحت جو کچھ آپ کے لئے ضروری تھا، وہ آپؑ نے کر دیا۔ مگر انجمن کو غلط فہمی (یعنی اپنے آپ کو مختارِ کُل سمجھنے) سے بچانے کے لئے صریح الفاظ میں اُصولی رنگ میں لکھدیا، کہ ممبرانِ انجمن کا فرض ہوگا، کہ خدمات مفوضہ حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ بجالاویں۔ اس سے زیادہ صراحت کی آپؑ کو ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ آپ جانتے تھے، کہ قرآن شریف میں اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کا صریح حکم موجود ہے۔ اور انجمن کارپرداز مصالح قبرستان خدا تعالےٰ کے اس صریح حکم کی پابندی سے مستثناء نہیں ہے۔

ایک اور امر جو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کے تمام دعاوی کو باطل قرار دیتا ہے۔ اور جو روزِ روشن کی طرح یہ بات ثابت کرتا ہے، کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کا جو مفہوم وہ اس وقت نکال رہے ہیں، وہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ان کے ذہن میں نہیں تھا، خود ان کا اپنا عمل ہے۔ اگر ممبران صدر انجمن فی الواقع یہی سمجھے تھے، کہ حضرت اقدسؑ نے انجمن ہی کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے، اور آپؑ کی وفات کے بعد سارے اختیارات انجمن کے ہاتھ میں ہو گئے، تو ضروری تھا، کہ حضرت اقدسؑ کی وفات کے موقع پر وُہ اس بات کا اعلان کرتے، کہ آج سے تمام سلسلہ احمدیہ کی حاکم صدر انجمن احمدیہ ہوگی، اور یہی حضرت مسیح موعودؑ کی خلیفہ ہوگی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر وقت آگیا تھا، کہ آپ کی وصیت پر عمل کیا جاتا۔ پس اگر آپ کی وصیت کا یہ منشاء تھا، کہ آپ کی وفات کے بعد انجمن ہی آپ کی جانشین ہو، اور حضرت اقدس اپنی زندگی میں انجمن کی جانشینی کا فرمان دے چکے تھے، تو اُس وقت ممبرانِ انجمن کو آگے بڑھنا چاہیئے تھا، اور جماعت کو بتانا چاہیئے تھا، کہ الوصیت میں حضرت اقدسؑ انجمن کو اپنا جانشین مقرر کر گئے ہیں، پس آج سے انجمن جماعت احمدیہ کی امام ہوگی، اور سب کا فرض ہے، کہ آئندہ صدر انجمن کی اسی طرح اطاعت کی جائے جس طرح کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں حضرت مسیح موعودؑ کی اطاعت کی جاتی تھی۔ لیکن تعجب ہے، کہ اُس وقت ممبرانِ انجمن کو یہ بات بالکل بھول گئی، اور ان کو بالکل یاد نہ رہا، کہ حضرت اقدس کی جانشین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انجمن ہے۔ بلکہ اس وقت سب سے پہلے انجمن کے ممبر آگے بڑھے، اور انہوں نے ایک شخص سے درخواست کی، کہ وہ مسیح موعودؑ کی جانشینی کا عہدہ قبول کرلیں۔ اور اس کے ہاتھ پر اس بات کا عہد کیا، کہ ہم آئندہ آپ کی ویسی ہی اطاعت کریں گے، جیسی کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کی اطاعت کرتے تھے۔ اور پھر اس کے ہاتھ پر بیعت کرکے اراکین انجمن نے اس کی خلافت کا اعلان کیا۔ اور تمام جماعت کو تحریک کی۔ کہ سب اس شخص کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ تسلیم کریں۔ صرف یہی نہیں، کہ اراکین انجمن نے اس شخص کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کو خلیفہ تسلیم کیا۔ بلکہ ساتھ ہی اس بات کا بھی اعلان کیا، کہ ہم نے خلیفہ کا انتخاب حضرت مسیح موعودؑ کے رسالہ الوصیت کے مطابق کیا ہے۔ اس اعلان کے الفاظ یہ تھے:۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعودؑ و باجازت حضرت امّ المومنین کُل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی، والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بالاتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا" (بدر ۲ رجون ۱۹۰۸ء)

اس بیعت کے وقت غیر مبایعین کے تمام بڑے بڑے لوگوں نے جن میں مولوی محمد علی صاحب بھی شامل تھے، تحریر لکھکر دی، کہ

"حضرت مولوی صاحب (خلیفہ اولؓ) کا فرمان ہمارے واسطے آیندہ ایسا ہی ہوگا، جیسا کہ حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا" (بدر ۲ رجون ۱۹۰۸ء)

اگر انجمن کی جانشینی کے وہی معنے تھے، جو آج کئے جاتے ہیں، اور حضرت اقدس کی تمام کتب سے یہی کھلتا ہے، کہ آپ کے بعد انجمن ہی آپ کی خلیفہ اور جانشین ہوگی۔ اور اپنی وفات سے تین سال پہلے حضرت اقدسؑ نے انجمن کے ممبروں کو تحریری اور زبانی طور پر بتا دیا تھا، اور یقین دلا دیا تھا، کہ انجمن ہی حضور کی جانشین اور خلیفہ ہے، بلکہ اپنی زندگی میں ہی اس کو کامل یقین دلانے کے لئے سلسلہ کا کُل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انتظام اس کے سپرد کر دیا تھا۔ تو حضرت صاحب کی وفات پر وہ کونسی نئی ضرورت پیدا ہو گئی تھی، جسے پورا کرنے کے لئے انہوں نے ایک خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان تمام ممبروں کے بالاتفاق بیعت کر لینے سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے، کہ انجمن اپنے سہ سالہ تجربہ کی بناء پر یہ خوب سمجھتی تھی، کہ حضرت اقدسؑ کا ان تحریروں سے جو اِس وقت انجمن کی خلافت کی تائید میں پیش کی جاتی ہیں، ہرگز ہرگز یہ منشاء نہ تھا، کہ انجمن آپ کے بعد آپ کی خلیفہ ہو گی۔ ورنہ کم سے کم ایک ممبر تو ایسا نکلتا، جو حضرت اقدس کی تحریروں کی بناء پر آواز اٹھاتا، کہ خلاف منشاء حضرت اقدس یہ خلیفہ کا وجود کہاں سے پیدا کر لیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیحؑ اولؓ کے انتخاب کی خبر بدیں الفاظ شائع کی گئی،۔

حضرت مسیح موعودؑ کے بعد آپ کا جانشین وہ شخص ہے جس کے جھنڈے کے نیچے خدا تعالےٰ نے تمام جماعت کو فوراً جمع کر دیا۔ اور پیشتر اس کے کہ حضرت اقدسؑ کو دفن کیا جاتا۔ تمام جماعت نے بالاتفاق حضرت مولوی نورالدین صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ مان لیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔" (بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء ص ۵)

پس حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد شخصی خلافت پر تمام جماعت احمدیہ کا اجماع ہو گیا۔ اور یہ ناممکن ہے، کہ ایک نبی کی تمام جماعت معاً اس کی وفات کے بعد گمراہی پر جمع ہو جائے۔ پس خلافت کی صداقت جماعت احمدیہ کے اجماع سے ثابت ہے۔ یہ اسی طرح کا اجماع ہے، کہ جس طرح کا آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد صحابہ کرام کا خلیفہ کے انتخاب پر ہوا تھا۔ پس ان دو اجماعوں کے خلاف کوئی راہ اختیار کرنا آیت وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ الخ کا اپنے تئیں مصداق بنانا ہے۔ غیر مبایع اصحاب کا یہ دعویٰ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد انجمن ہی آپ کی حقیقی خلیفہ ہے، نہ صرف حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے باطل ٹھہرتا ہے۔ اور نہ صرف خود انجمن کا عمل اس کی تردید کرتا ہے۔ اور نہ صرف جماعت احمدیہ کا اجماع اور صحابہ کرام کا اجماع اس دعویٰ کی مخالفت کر رہا ہے۔ بلکہ یہ دعویٰ شرعاً بھی باطل ٹھہرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ سوال کہ خلیفہ کیسا ہونا چاہیئے، یعنی آیا ایک انجمن ہو، یا ایک شخص ہو، اسے خود قرآن شریف نے حل کردیا ہے۔ فرماتا ہے۔ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ یعنی اللہ تعالےٰ مسلمانوں میں بھی اسی طرح کے خلیفے بنائے گا، جس طرح کے خلیفے پہلے لوگوں میں بنائے۔ اب پہلی امتوں میں نبیوں کے بعد انجمنیں خلیفہ بنتی تھیں، تو اب بھی انجمن ہی خلیفہ ہوگی، اور اگر پہلی قوموں میں شخص واحد ہی کا قائم مقام ہوتا رہا ہے، تو اب بھی شخص واحد ہی قائم مقام ہوگا۔ کیا پہلے کسی نبی کا خلیفہ کوئی انجمن بھی ہوئی ہے؟ کبھی نہیں۔ كَمَا کے لفظ نے اس مسئلہ کو بالکل صاف کردیا ہے۔

اسی طرح قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ۔ یعنی تو معاملات میں لوگوں سے مشورہ لے لیا کر۔ لیکن جب تو عزم اور ارادہ مصمم کرے، تو پھر اللہ تعالےٰ پر توکل کرکے اپنے عزم اور منشار کے مطابق کام کر۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ یہ آیت میری امت پر ایک رحمت ہے، اور جو اس پر عمل کرکے مشورہ سے کام کرے گا، وہ کامیاب ہوگا۔ اس طرح آپ نے بتادیا، کہ یہ آیت آپ کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ آپ کے بعد بھی اس پر عمل درآمد جاری رہے گا۔ پس شَاوِرْ کے لفظ سے جس میں ایک آدمی کو مخاطب کیا گیا ہے، صاف معلوم ہوتا ہے، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف ایک شخص خلیفہ ہوگا، اور وہ لوگوں سے مشورہ لینے کے بعد جو بات خدا اس کے دل میں ڈالے گا، اس پر عامل ہوگا۔

اسی طرح جب بنی اسرائیل نے ایک نبی سے اپنے اوپر ایک حاکم مقرر کرنے کی درخواست کی، تو ان کے لئے کوئی انجمن نہ مقرر کی گئی، بلکہ ان کے نبی نے یہ کہا۔ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا خدا نے تم پر طالوت کو بادشاہ بنایا ہے۔ اگر جمہوریت خدا تعالےٰ کے نزدیک پسندیدہ ہوتی تو ایک انجمن مقرر کی جاتی نہ بادشاہ۔ اگر کہو کہ اس وقت زمانہ اور تھا، اور اب اور ہے، تو اس کا جواب یہ ہے، کہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں صاف فرماچکا ہے، کہ امت محمدیہ کی خلافت امت بنی اسرائیل کی خلافت کے مطابق ہوگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعودؑ کے بعد انجمن کا خلیفہ ہونا۔ عقلاً بھی باطل ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ ایک شخصی خلیفہ کے بغیر جماعت کا قائم رہنا ناممکن ہے۔ اگر خلیفہ کا وجود نہ ہوتا، تو قوم کے لوگوں میں یہ تحریک ہی پیدا نہ ہوتی، کہ وہ بار بار قادیان میں آئیں۔ اس صورت میں ان کے یہاں آنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ کیونکہ کوئی عقلمند انسان تکلیف اٹھا کر ایک شہر کی طرف صرف اس لئے کبھی نہیں جاتا، کہ وہاں ایک کمیٹی کے چند کلرک کام کر رہے ہیں، یا ایک ہائی سکول ہے۔ یا چند اخبارات کے دفاتر ہیں۔ نہیں یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اگر لوگ قادیان میں آتے ہیں، یا آئندہ آئیں گے، تو صرف اسی وجہ سے، کہ یہاں ایک شخص موجود ہے جس کے ہاتھ میں انہوں نے اپنا ہاتھ دیا ہؤا ہے۔ اور اس کی اطاعت کا جؤا اپنی گردن پر اٹھایا ہؤا ہے۔ نہ اس لئے کہ یہاں انجمن کا دفتر ہے۔ پس اگر خلیفہ کا وجود نہ ہوتا، تو لوگوں کا قادیان میں آنا بند ہو جاتا۔ اور ان کا تعلق مرکز سے بالکل کٹ جاتا۔ اور وہ ایسے تتر بتر ہو جاتے، کہ قومی شیرازہ بکھر جاتا۔ اور اس کا یہ نتیجہ ہوتا، کہ قوم کے افراد مرکز سے قطع تعلق ہونے کی وجہ سے چندوں میں بھی سست ہو جاتے۔ اور رفتہ رفتہ معمولی چندے تو الگ رہے وصیت تک کو دوبھر سمجھنے لگ جاتے۔ لیکن جب ان کے لئے خلیفہ کے وجود میں ایک زندہ تسلّی ہو گی، تو مرنے کے بعد کا سوال تو الگ رہا، زندگی میں ہی وہ یہاں آپڑینگے۔ غرض خلیفہ کے نہ ہونے سے وہ چندہ جس سے انجمن کا کام چلتا ہے، جمع نہ ہوتا۔ اور روز بروز کم ہوتا جاتا۔ اور وہ کام جو حضرت اقدس سے شروع کروائے تھے، انہیں اس غفلت کی وجہ سے صدمہ پہنچتا۔ جذب اور کشش کا باعث ہمیشہ حکومت ہی ہؤا کرتی ہے جو یا تو سلطنت ظاہری سے پیدا ہوتی ہے جس کا اثر بدن پر پڑتا ہے اور یا سلطنت روحانیہ سے جس کا تعلق دل سے ہوتا ہے ظاہر ہے کہ انجمن کو سلطنت ظاہری تو حاصل ہی نہیں اور روحانی حکومت کیلئے ضروری ہے، کہ لوگوں کی عقیدت کسی ایسے انسان سے وابستہ ہو، جس کے ساتھ انہیں دلی ارادت ہو۔ اور وہ دلی خواہش سے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیں۔ پس قادیان میں ضرور کوئی ایسا شخص موجود ہونا چاہیئے، جس کے ہاتھ پر قوم بکی ہوئی ہو۔

یاد رکھنا چاہیئے، کہ مذہبی نظام کے معاملے میں ایک شخصی انتظام کے بغیر کام نہیں چل سکتا کیونکہ ۴۵

۴۴ مذہب، جذبات اور اخلاص اور ایمان کا تعلق ہوتا ہے، اور یہ چیزیں ہرگز کسی انجمن کے انتظام کے ماتحت قائم نہیں رہ سکتیں۔ گو تمام انتظامی کاموں کو سرانجام دینے کیلئے مجلسیں اور پارلیمنٹیں ایک حد تک کام دے سکتی ہیں مگر کسی زبردست مہم کو چلانے اور کسی تحریک کو جاری کرنے اور لوگوں میں زندگی کی روح پھونکنے کیلئے ایک واحد مقناطیسی شخصیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ (باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیعہ مذہب کی کتابوں سے چند کارآمد حوالے

(از جناب حکیم سید صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ)

[احمدیت کی تائید میں کتب شیعہ میں بہت سے حوالہ جات پائے جاتے ہیں جن میں سے چند ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-]

وفات مسیح

۱- قدمائے شیعہ کا عقیدہ ہے کہ نصوص قرآنیہ سے حضرت مسیح ابن مریم اسرائیلی کی وفات ثابت ہے۔ کتاب "عقائد اثنا عشریہ" مصنفہ شیخ صدوق میں جس کا ترجمہ بڑے فخر کے ساتھ شیعہ کالج کے پروفیسر مولوی اعجاز حسین صاحب شیعہ نے لکھا اور اثنا عشری پریس کے مالک سید صغیر حسین زیدی الواسطی شیعہ نے چھاپا ہے) صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے:-

"وَلَقَدْ نَقَلَ مخالِفُونا اَنّہٗ اِذا خرجَ المَھْدِیُّ یَنْزِلُ عیسیٰ ابنُ مریمَ مِنَ السَّمَآءِ فَیُصَلِّیْ خلفَہٗ ونزولُہٗ اِلی الارضِ ورجوعُہ اِلی الدُّنیا بَعْد موتِہٖ لانَّ اللہ عزَّ وَجَلَّ قَالَ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ۔ (ترجمہ از شیعہ پروفیسر) ہمارے مخالف یعنی اہل سنت نے روایت کی ہے کہ جب امام مہدی ظہور فرمائیں گے، تو اس وقت عیسےٰ بن مریم آسمان سے نازل ہونگے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور اصل بات یہ ہے، کہ حضرت عیسےٰ کا نزول اور دنیا میں ان کا رجوع ان کی موت کے بعد ہوگا۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ یا عیسیٰ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ۔ یعنی اے عیسےٰ میں تجھکو وفات دینے والا ہوں، اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۔ حیات القلوب مصنفہ ملا باقر مجلسی مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ جلد اول ص۵۵۲ میں لکھا ہے۔

"ودر حدیث موثق از حضرت امام رضا منقول است کہ مشتبہ نشد از کشتہ شدن ومردن احدے از پیغمبران وحجتہائے خدا بر مردم بغیر از عیسے بن مریم زیرا کہ اورا زندہ از زمین ببالا بردند وروحش را درمیان آسمان وزمین قبض کردند وچون بآسمان رسید حق تعالے روحش را ببدنش گردانید چنانچہ حق تعالے میفرماید اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ واز حضرت عیسے حکایت مے نماید فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ پس ہر دو آیہ دلالت مے کند بر وفات آنحضرت"

(ترجمہ) حدیث موثق میں حضرت امام رضا سے منقول ہے کہ پیغمبروں اور خدا کی حجتوں میں سے کسی کا مارا جانا اور مرجانا لوگوں پر مشتبہ نہیں ہوا سوائے عیسیٰ بن مریم کے کیونکہ ان کو زندہ زمین سے اوپر لے گئے۔ اور ان کی روح کو آسمان وزمین کے درمیان قبض کیا۔ اور جب آسمان پر پہونچے، تو حق تعالےٰ نے ان کی روح کو ان کے بدن میں پھر داخل کیا۔ چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ اور حضرت عیسےٰ کی طرف سے حکایت کرتا ہے۔ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ۔ پس دونوں آیتیں دلالت کرتی ہیں وفات آنحضرت پر۔

رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ کے معنے بعض اہل سنت آیت رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ کی تفسیر یہ کرتے ہیں، کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسےٰؑ کو زندہ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اُٹھا لیا۔ مگر جس طرح حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب "ماثبت بالسنۃ" (مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص۹۲) میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے یہی الفاظ رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ آنحضرت کے لئے استعمال فرمائے ہیں۔ اسی طرح امیر المومنین جناب علی علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں جس کو خطبۃ الوسیلہ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا۔ "حَتّٰی اِذَا دَعَا اللّٰہُ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَرَفَعَهُ اِلَيْهِ ۔" (فروع کافی کتاب الروضہ ص۱۲۱)

(ترجمہ) یہاں تک کہ حبیب اللہ عزّ وجل نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ کو بلایا اور اپنے پاس اٹھا لیا۔

ختمِ نبوت

۱۔ ملّا باقر مجلسی صاحب نے حیات القلوب میں لکھا ہے:۔

"امامت نیز فی الحقیقت نبوّتے است بوساطت نبی و باین سبب اطاعت اولی الامر اطاعت است بہ نبی" (حیات القلوب جلد ۳ ص۲۲)

(ترجمہ) امامت بھی فی الحقیقت نبوت ہے نبی کی وساطت سے۔ اور اسی سبب سے اولی الامر کی اطاعت نبی کی اطاعت ہے۔

۲۔ "اگر ابراہیم (پسر آنحضرت صلعم) زندہ رہتا، تو لازم تھا کہ پیغمبر ہوتا" (ترجمہ از جلاء العیون مصنفہ ملا باقر مجلسی جلد ۱ ص۱۲۷)

یہ ابن ماجہ کی اس حدیث کے مطابق ہے جس میں آتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر فرمایا، کہ لَوْعَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ نَبِيًّا (ابن ماجہ کتاب الجنائز)

۳۔ صافی شرح کافی کتاب الحجہ مطبوعہ لکھنؤ مطبع نولکشور ص۲۱۳ میں لَا نَبِيَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ کے معنی یہ لکھے ہیں:۔ "نیست پیغمبرے صاحب شریعت بعد از محمد صلی اللہ علیہ و آلہ" یعنی کوئی پیغمبر صاحب شریعت آنحضرت کے بعد نہ ہوگا۔

۴۔ تحفہ اثنا عشریہ میں غالی شیعوں کے فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے فرقہ مفضلیہ کی نسبت علاوہ اور باتوں کے شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے یہ لکھا:۔ "مذہب آپ کا یہ ہے، کہ نبوت و رسالت منقطع نہیں ہوئی ہے۔ جیسے آنحضرت خاتم النبوت و رسالت ہوئے۔ بلکہ جس کو اتحاد لاہوت سے حاصل ہوا وہ نبی ہے۔" (تحفہ مترجم ص۲۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے جواب میں علامہ حکیم مرزا محمد صاحب کشمیری نے نزھۃ اثنا عشریہ میں یہ لکھا۔

”اگر مراد ازیں کلام است مذہب مفضلیہ اینست نبوت و رسالت تشریعی منقطع میگردد غیر مسلّم است واگر مراد نبوت و رسالت تعریفی ست مسلّم است۔ لیکن محذورے ندارد چہ محققین فن رجال تصریح نمودہ اند کہ ایں جماعت صوفیہ بودند صوفیہ نبوت و رسالت را بدو قسم منقسم ساختہ اند تشریعی و تعریفی۔ تشریعی را منقطع و تعریفی را غیر منقطع دانند۔“ (نزھۃ اثنا عشریہ [illegible] ۱۸۱)

(ترجمہ) اگر مراد (صاحب تحفہ کی) اس کلام سے یہ ہے کہ مذہب مفضلیہ والے نبوت و رسالت تشریعی کو منقطع نہیں مانتے تو یہ بات غیر مسلّم ہے۔ اور اگر مراد اس سے نبوت و رسالت تعریفی ہے تو مسلّم ہے لیکن اس پر کوئی شرعی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ محققین فن رجال نے تصریح کی ہے کہ مفضلیہ فرقہ والے صوفی لوگ تھے اور صوفیوں نے نبوت و رسالت کی دو قسمیں قرار دی ہیں تشریعی اور تعریفی (یعنی غیر تشریعی) تشریعی کو منقطع اور تعریفی کو غیر منقطع (یعنی جاری) مانتے ہیں۔

صداقت حضرت مسیح موعودؑ

معیار صداقت مدعیٔ نبوت اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے (۱) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ (سورہ الانعام آیت ۹۴ ع ۱۱) (ترجمہ) اور کون ہے بہت ظالم اس شخص سے جو باندھ لیتا ہے اللہ تعالےٰ پر جھوٹ جان بوجھکر یا کہتا ہے وحی کی گئی ہے میری طرف اور نہ وحی کی گئی طرف اس کے کچھ اور جو کہتا ہے نازل کرونگا میں بھی مانند اس کے جو نازل کی ہے اللہ نے۔

۲۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام آیت ۲۲) (ترجمہ) اور کون ہے بہت ظالم اُس سے کہ باندھ لیوے اللہ پر جھوٹ جان بوجھکر یا جھٹلائے اسکی آیتوں کو بیشک نہیں کامیاب ہوتے ظالم۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۳۔ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰی وَیْلَکُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا فَیُسْحِتَکُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی (سورۃ طٰہٰ آیت ۶۲) ترجمہ:۔ کہا ان کو ساحروں کو موسیٰ نے افسوس ہے تم پر مت افترا کرو خدا پر جھوٹ (دیدہ دانستہ) پس فنا کردیگا تم کو عذاب سے اور تحقیق نامراد ہوا جس نے جھوٹ باندھا۔

۴۔ اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ ۝ وَّمَا ھُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَا بِقَوْلِ کَاھِنٍ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ۝ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْہُ بِالْیَمِیْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْہُ الْوَتِیْنَ ۝ فَمَا مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْہُ حَاجِزِیْنَ ۝ (سورۃ الحاقہ۔ ۴۱ سے ۴۸)

ترجمہ:۔ تحقیق وہ البتہ قول ہے رسول معزز کا اور نہیں وہ قول شاعر کا تھوڑا سا ایمان لاتے ہو تم۔ اور نہ قول کاہن کا تھوڑا سا جو کچھ نصیحت پکڑتے ہو۔ اتارا ہوا ہے رب العالمین سے اور اگر باندھ لیوے ہم پر بعضی باتیں البتہ پکڑتے ہم اس کو داہنے ہاتھ سے پھر کاٹ ڈالتے ہم اُس سے رگ گردن کی پھر نہ ہووے تم میں سے کوئی اس سے روکنے والا۔

تفسیر عمدۃ البیان مؤلفہ سیّد عمار علی اثنا عشری جلد ۲ صفحہ ۶۰۴ میں زیر آیت وَلَوْ تَقَوَّلَ لکھا ہے۔ اگر محمد صلعم اپنی طرف سے بنا کر ہماری طرف منسوب کرے تو ہم اس کا دست راست پکڑ کے اس کی رگِ گردن کو کاٹ ڈالیں، کہ وہ ہلاک ہوجائے اور اس کو قتل کریں۔

اصول کافی کتاب الحجۃ باب من ادعی الامامۃ ولیس لہا یاھل میں امام جعفر صادق سے روایت ہے اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ لَا یَدَّعِیْہِ غَیْرُ صَاحِبِہٖ اِلَّا اَنْ بَتَرَ اللّٰہُ عُمْرَہٗ (صافی کتاب الحجۃ جز سوم حصہ ۲ صفحہ ۱۱) یعنی جو شخص امامت کا جھوٹا دعویٰ کریگا۔ اللہ تعالیٰ اسکی عمر کو منقطع اور تباہ کردے گا۔

اور ملّا باقر مجلسی صاحب نے لکھا ہے۔ کہ "امامت نیز فی الحقیقت نبوّتے است بوساطت نبی" (حوالہ پہلے لکھا گیا)۔ نہج البلاغہ مترجم اردو صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے "مدعی حق جس میں اسکی بُو بھی نہیں ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیونکہ قدرت کا قانون یہ ہے، کہ دنیا میں جو قوم جدوجہد کرے گی (خواہ اس کا مقصد صحیح ہو یا غلط) اس کی کوشش کے مطابق اسے ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔ چنانچہ یہ ایسے ہی لوگوں کی مساعیٔ اخلاص کا نتیجہ ہے، کہ عیسائیت دنیا میں پھیل رہی ہے۔ ورنہ ایک عاجز انسان کو خدا بنانے والے اور ایک کو تین اور تین کو ایک کہنے والے خلاف عقل مذہب کو کون آسانی سے سچا منوا سکتا ہے۔

اب ذرا مسلمانوں کی تبلیغی کوششوں پر بھی نگاہ ڈالیئے۔ ان کے بیسیوں بڑے بڑے فرقوں میں سے کیا کوئی ایک فرقہ بھی آپ کو نظر آتا ہے، جو تبلیغ اسلام کا یہ شوق اور دُھن رکھتا ہو۔ بلاشُبہ یہ درست ہے، کہ اسلام آج بھی پھیل رہا ہے، اور اس کے نام لیواؤں میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ مگر اس کی وجہ اسلام کی ذاتی خوبیاں ہیں۔ جنہیں دیکھکر لوگ خود بخود اس کی طرف کھینچے چلے آتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مسلمان اسلام کو پھیلانے کی کیا کوشش کر رہے ہیں۔ اس کا جواب صاف ہے کہ تبلیغ اسلام کے خانہ میں مسلمانوں کی کوششیں صفر ہیں۔ پس اگر باوجود اس امر کے کہ اسلام کی کوئی قابلِ ذکر تبلیغ نہیں ہو رہی، یہ ہر جگہ پھیل رہا ہے، تو غور کیجیئے، کہ اگر مسلمان منظّم طور پر اس کی تبلیغ کریں، تو اس کے کتنے شاندار نتائج نکل سکتے ہیں۔

قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں کی ہمت اور کوشش کو دیکھیئے، کہ ایسے زمانہ میں جب رسل و رسائل اور سفر کی وہ سہولتیں میسّر نہ تھیں، جو آج ہمیں میسّر ہیں، انہوں نے اپنے وطنوں اور عزیز و اقارب کو چھوڑ کر مختلف ممالک میں جاکر ڈیرے جمالئے، اور وہاں کے باشندوں کی زبانیں سیکھکر ان کو اسلام کی پاکیزہ تعلیم سے آگاہ کیا۔ یہ اُنہیں ابتدائی مجاہدین کی تبلیغی سرگرمیوں کا نتیجہ تھا، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد پوری ایک صدی بھی گذرنے نہ پائی تھی، کہ اسلام کا پیغام دُنیا کے بہت بڑے حصّہ میں پہونچ گیا تھا، اور ہر جگہ اس کے حلقہ بگوش پیدا ہو گئے تھے۔

اسلام ایک سچّا اور عقل انسانی کو اپیل کرنے والا مذہب ہے اور دُنیا کی موجودہ مشکلات کا حل اسی میں پایا جاتا ہے۔ اور اس وجہ سے آج دُنیا کو اس کی سخت ضرورت ہے۔ لیکن اگر ہم ہاتھ پر ہاتھ دھر کر خاموشی سے بیٹھے رہیں، تو دُنیا اس کے محاسن سے کیونکر آگاہ ہو گی۔ پس اس وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہلاک ہونے والا ہے۔ اور مفتری کذّاب جو حقیقت کا دعویٰ کرتا ہے بالکل نقصان رسیدہ اور زیاں کار ہے۔"

حوالہ جات مذکورہ پر یکجائی نظر ڈالنے سے یہ معیار ثابت ہوتا ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا نامراد قتل ہوگا۔

متفرّق

حدیث مجدّد | فروع کافی ترجمۃ المصنّف ص۶۳۷/۶۳۸ میں تسلیم کیا گیا ہے کہ حدیث اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِاَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا ایک حدیث مشہور اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ سے مروی ہے۔

ضرورت امام | جب دنیا کے لوگ خدا تعالےٰ سے منہ موڑ کر دین سے غافل ہوجائیں اور دین میں افراط و تفریط کرلیں، حلال و حرام کی تمیز ان میں نہ رہے، اور نظامِ امت بگڑ جائے تو منجانب اللہ امام کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ:۔

۱۔ اصولِ کافی کتاب العلم ص۳۱ میں ابوعبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے۔ قال رسول اللہ ان عند کلّ بدعۃٍ تکونُ من بعدِی یکادُ بِھَا الْاِیْمَانُ وَلِیًّا مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ مُوَکَّلًا بِہٖ یَذُبُّ عَنْہُ یَنْطِقُ بِاِلْھَامٍ مِنَ اللّٰہِ وَیُعلِنُ الحقَّ وَیُنَوِّرُہٗ وَیَرُدُّ کَیْدَ الکَائِدِیْن۔ یعبر عن الضعفاء فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ وَتَوَکَّلُوْا عَلَی اللّٰہِ۔ یعنی رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد جب کبھی دین اسلام میں کوئی بدعت نکالی جائیگی جس سے ایمان پر زد پڑتی ہو۔ تو اللہ تعالےٰ میرے اہلبیت میں سے کسی ایسے شخص کو مامور کرے گا، کہ خدمت دینِ اسلام اس کے سپرد کی جائے گی۔ وہ شخص الایمان یعنی الاسلام کی حفاظت و حمایت کرے گا۔ الہام الٰہی کے ذریعہ سے اس کو حقائق و معارف قرآنی سکھائے جائینگے جن کی روشنی میں وہ مقدس انسان قرآن کی صداقت زبردست دلائل کے ساتھ دنیا پر روشن اور ظاہر کریگا۔ دشمنانِ اسلام کے اعتراضات کو خاک میں ملائیگا۔ اور کمزور مومنوں کی ہمت بندھائے گا۔ پس ایسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوشمندو! انجام کار کی فکر کرو، اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَخْلُوْا اِلَّا وَ فِیْھَا اِمَامٌ کَیْمَا اِنْ زَادَ الْمُؤْمِنُوْنَ شَیْئًا رَدَّھُمْ وَ اِنْ نَقَصُوْا اَتَمَّہٗ لَھُمْ۔ (صافی شرح کافی کتاب الحجۃ صہ ۳۵) راوی کہتا ہے میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا، کہ زمین خلیفۃ اللہ سے خالی نہ رہے گی۔ جب مومن دین میں کچھ اپنی طرف سے بڑھا دینگے تو امام الزمان منجانب اللہ مبعوث ہو کر ان کو متنبہ کرے گا۔ اور اگر وہ دین میں کچھ کم کر دینگے تو امام الزمان آکر اس کمی کو پورا کر دے گا۔

یہ حدیثیں مجدد والی حدیث کی مؤید ہیں۔ پہلی حدیث میں جو لفظ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ ہے اس کا مطلب سمجھنے کے لئے حدیث سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلِ الْبَیْتِ قابل لحاظ ہے۔ اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَخْلُوْا مندرجہ حدیث دوم کا جو ترجمہ ہم نے لکھا ہے وہی صحیح ہے۔ ورنہ حدیث زیر بحث مشاہدہ کے خلاف ہونے کے علاوہ کافی کتاب الحجۃ باب الغیبۃ کی اس حدیث کے بھی مخالف ہوگی جس میں مہدی موعود کی بعثت کے متعلق یہ لکھا ہے (عَلٰی فَتْرَۃٍ مِنَ الْاَئِمَّۃِ کَمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ بُعِثَ عَلٰی فَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ)

معرفت امام واجب ہے

جناب شفاء الدولہ صاحب اپنی کتاب انارۃ البصائر و کشف السرائر مطبوعہ لکھنؤ جلد ۴ صہ ۱۳ میں تحریر فرماتے ہیں "جناب سید مرتضٰے اور اور اصحاب قدماء سے اہل خلاف کی نجاست ظاہری کے بھی قائل ہو گئے ہیں۔ اور مَنْ مَاتَ وَ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً کا بھی ظاہر اسی پر دلالت کرتا ہے کہ جیسا معرفت نبی کی واجب ہے اور اصول سے ہے ویسا ہی معرفت امام کی بھی واجب اور اصول سے ہے۔ اور جیسا کہ پہلے سے انکار و غفلت مورث کفر ہے اسی طرح انکار و غفلت معرفت امام سے بھی مورث کفر و سبب موت جاہلیت ہے۔"

اور جناب سید علی حائری صاحب مجتہد لاہوری منہاج السلامہ مطبوعہ اسلامیہ پریس لاہور صہ ۱۶۶ میں لکھتے ہیں "یہ حدیث متواترہ متفقہ فریقین مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ مَاتَ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مِیْتَتَةً جَاهِلِیَّةً ۔حضرت صادق علیہ السلام میفرمائد در تفسیر ایں حدیث کسیکہ بمیرد و معرفتِ امام زمان نداشتہ باشد بموت جاہلیت یعنی بر کفر و ضلالت و نفاق خواہد مرد" یعنی حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ الخ متواتر و مسلّمہ فریقین ہے۔حضرت صادقؑ نے اس حدیث کی یہ تفسیر فرمائی ہے کہ جو امام الزمان کو پہچاننے کے بغیر مرجائیگا وہ کفر گمراہی اور نفاق کی موت مریگا۔

نوٹ:۔سید مرتضیٰ۔شفاء الدولہ اور سید علی حائری وغیرہ کی تحریرات سے نبی غیر تشریعی کا انکار کفر ثابت ہوتا ہے کیونکہ نبوت امامت سے اولیٰ ہے۔

مہدی کا لقب صاحب الدّار بھی ہوگا | منہاج السلامہ مصنفہ سید علی حائری صاحب ص۱۷۶،۱۷۷ میں ہے:

"بدانکہ آنچہ بحث نمودیم تا اینجا نتیجہ اش آنست کہ در یوم رجعت حضرت محمد علیہ السلام کہ کُنیتش ابوالقاسم والقابش بسیار و منہا احمد و صاحب الدار۔ ۔ ۔ ۔ و مسیح الزمان ۔ ۔ ۔ ۔ و مہدی علیہ السلام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

ادھر حضرت سیدنا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود کو منجانب اللہ الہام ہوا۔ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ (ترجمہ) میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چاردیواری کے اندر ہے بچاؤنگا۔ اور اس الہام کی صداقت دنیا نے اپنی آنکھ سے دیکھ لی، کہ حضرت اقدس کے گھر میں طاعون سے ایک چوہا بھی نہیں مرا۔ پس خدا تعالیٰ کی قولی اور فعلی شہادت سے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا صاحب الدار ہونا ثابت ہوگیا۔ اور حضرات ائمہ اہلبیت علیہم السلام نے مہدی معہود کے متعلق جو پیشگوئی کی تھی، کہ وہ صاحب الدار ہوگا، وہ پیشگوئی حضرت اقدس میرزا صاحبؑ کے وجود میں پوری ہوگئی۔

روایاتِ شیعہ سے مسئلہ بروز کی تائید | کسی متوفی بزرگ کی روح کا عکس کامل طور پر کسی زندہ بزرگ کی رُوح پر پڑتا ہے۔صوفیوں کی اصطلاح میں اسے بروز کہتے ہیں۔ روایاتِ شیعہ سے بروز کی تائید ہوتی ہے۔ایک روایت درج ذیل ہے:۔

ملّا باقر مجلسی نے رسالہ رجعت میں لکھا ہے کہ مہدی موعود سب اولوالعزم پیغمبروں اور نبیوں کے جامع مظہر ہونگے۔ اصل عبارت رسالہ رجعت میں یوں ہے:۔ "گوید ہر کہ خواہد نظر کند بہ آدم و شیث و نوح و سام و ابراہیم و اسمٰعیل و موسیٰ و یوشع و عیسےٰ و شمعون پس نظر کند بمن" (ص۱۳ مطبوعہ لکھنؤ) یعنی حضرت امام مہدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک لاکھ روپیہ کے انعامات

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو پیشگوئی فرمائی کہ وہ کثرت سے مال تقسیم کریگا مگر کوئی اُسے قبول نہ کریگا یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اس طرح پوری ہوئی کہ آپنے مخالفین کو ان باتوں کے ثبوت پیش کرنے پر جنہیں وہ مانتے تھے اور جو انکی طرف سے پیش کیجاتی تھیں ہزارہا روپیہ بطور انعام پیش کیا مگر کوئی اس میں سے ایک پیسہ بھی حاصل نہ کرسکا۔ خدا تعالیٰ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندر آبادی کی صحت اور مال میں برکت دے اور انہیں اپنے خاص فضلوں کا مورد بنائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کام (یفیض المال) کو خصوصیت سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ حال میں انہوں نے ان انعامات کو جن کا انکی طرف سے مختلف اوقات میں اعلان ہوتا رہا ہے اور جنکی رقم ایک لاکھ تک پہنچ چکی ہے یکجائی طور پر ایک رسالہ کی صورت میں شائع کردیا ہے جسکا مطالعہ حق پسند اصحاب کیلئے بہت مؤثر اور مفید ہوسکتا ہے۔ چونکہ ان انعامات کے مخاطب مسلمان۔ غیر مسلم حتٰی کہ غیر مبایعین بھی ہیں اسلئے اسکی اشاعت کا بہت وسیع میدان ہے احباب کو چاہیئے کہ الہ دین بلڈنگس سکندر آباد کے پتہ سے حضرت سیٹھ صاحب سے منگا کر تقسیم کریں:۔

تفسیر سروری

یعنی جماعت احمدیہ کے مفسر قرآن حضرت مولانا سیّد محمد سرور شاہ صاحب کی وہ تفسیر القرآن جو رسالہ ریویو (اُردو) میں چھپتی رہی ہے۔ اور جس میں حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے اسکی گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں۔ یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارے تک کی ہے۔ مگر درحقیقت اس میں سارے قرآن مجید کے مشکل مقامات حل کئے گئے ہیں۔ یہ نہایت عام فہم تفسیر ہے۔ اس کے پڑھنے سے حسب استعداد تفسیر القرآن کا ملکہ پیدا ہوجاتا ہے۔ رسالہ ریویو کے سائز پر اس کے کل دو ہزار صفحے ہیں۔ پہلے اس کی قیمت پندرہ روپے تھی۔ مگر اب بعض فوری ضروریات کی وجہ سے اسکی رعایتی قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے آج ہی بذریعہ منی آرڈر بنام مینیجر رسالہ ریویو (اُردو) ارسال فرما کر اپنے لئے ایک جلد محفوظ کرالیں۔ بعد میں یہ بیش بہا خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکیگا۔ مجلد کی قیمت ساڑھے سات روپے ہے:۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر رسالہ ریویو (اُردو) قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۶۱۱۵ :- منکہ خدا بخش عبد ولد میاں گوہر دین صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال تاریخ بیعت ۲۰ جون ۱۹۲۸ء ساکن زیرہ ضلع فیروز پور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷ ۴۲/۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔میرے والد صاحب مرحوم کا ترکہ ایک مکان پختہ وخام واقع زیرہ مالیتی ۵۰۰/- روپیہ ہے جس میں سے ۱۰۰/- انہوں نے میری والدہ صاحبہ کا قرض ادا کرنا تھا۔ باقی ۴۰۰/- روپیہ کے آٹھویں حصہ یعنی ۵۰/- روپے کی وہ مطابق تقسیم ورثہ شرع محمدی مالک ہیں۔ باقی ۳۵۰/- روپے میں ہم تین بھائی شریک ہیں۔ لہذا میں اپنے حصہ جو قریبًا ۱۲۰/- یکصد بیس بنتے ہیں کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں میری کوئی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد نہیں۔ اس کے علاوہ میری اسوقت ماہوار آمد قریبًا بیس روپے ہے۔ جو امید ہے۔ کہ انشاء اللہ یکم جون ۴۳ء سے ۴۰/- روپے ہو جائیگی جس کی اطلاع کر دی جائیگی۔ لہذا میں اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت بحق صدر انجمن مذکور کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد بھی اگر میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ خدا بخش عبد حال سیالکوٹ شہر۔ گواہ شد بقلم خود الف دین۔ گواہ شد:۔ محمد عبد اللہ زرگر سیالکوٹ:۔

نمبر ۶۲۳۵ :- منکہ محمد عبد اللہ صاحب ولد احمد دین صاحب قوم کمہار پیشہ تجارت عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۸ء ساکن قادیان دارالرحمت بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲ ۴۲/۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اسوقت میری جائیداد غیر منقولہ ایک مکان واقعہ محلہ دارالرحمت پانچ مرلہ زمین پر بتفصیل ذیل ہے۔ ایک کمرہ پونے انیس فٹ لمبائی چوڑائی بارہ فٹ اور اس کے آگے برآمدہ دس فٹ چوڑا ہے۔ صحن کے بیچ میں نلکا ہے اور ایک عارضی ڈیوڑھی ہے جس کی کل قیمت بوقت ادائیگی جو بھی ہو۔ میں اس کا ۱/۱۰ حصہ ادا کر دونگا۔ علاوہ اسکے اگر کوئی میری مزید جائیداد ثابت ہو تو اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میرا گذارہ معمولی تجارت پر ہے۔ جس کی آمدنی معین نہیں کر سکتا مگر وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی ماہوار آمدن کا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا۔ اگر میں اپنی سالقہ جائیداد کا حصہ وصیت کُل یا بعض اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرادوں تو وہ وصیت سے منہا کر دی جائیگی۔ العبد:۔ محمد عبد اللہ۔ گواہ شد:۔ محمد نذیر قریشی مبلغ دارالرحمت۔ گواہ شد:۔ ڈاکٹر محمد بخش:۔

وصیتیں

نوٹ:- وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع دے۔

نمبر ۶۱۹۲:- منکہ رحمت اللہ ولد برکت علی مرحوم قوم ارائیں پیشہ کاشتکاری عمر قریباً ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن پھیرو چیچی ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴؍ ماہ شہادت ۱۳۲۱ھش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:- میری جائیداد موجود الوقت اراضی ۱۶ کنال سیلاب جو کہ بیع خریدی ہوئی ہے اور جس کی اندازاً قیمت -/۶۰۰ روپے ہے۔ دوم اراضی زمین سیلاب ۱۶ کنال بالعوض مبلغ -/۱۴۰ ہے سوم اراضی رہن قسم چاہی ½ ۱ کنال بالعوض -/۱۲۰ روپے ہے۔ اسکے علاوہ اراضی ۴ کنال قسم چاہی جس کا میں بعض وجوہ کی بناء پر حقدار ہوں۔ میرے دادا صاحب کے نام کاغذات سرکار میں درج ہے۔ قیمت اندازاً -/۶۰۰ روپے ہے اسکے علاوہ مکان سکونتی تین عدد خام جنکی اندازاً قیمت -/۳۰۰ اور مویشی وغیرہ کی قیمت شمار کر کے کل جائیداد تقریباً -/۱۸۰۰ روپے بنتی ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ علاوہ مذکورہ جائیداد کے میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ذریعہ آمد ہے سو اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ تازیست اس پر قائم رہونگا۔ اللہ تعالیٰ میری اس وصیت کو قبول فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ علاوہ مذکورہ جائیداد کے میری جو جائیداد مرنیکے بعد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی انجمن حقدار ہوگی۔ کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہونگا۔ العبد:- رحمت اللہ بقلم خود موصی۔ گواہ شد:- اکبر علی بقلم خود۔ گواہ شد:- سلطان علی سیکرٹری مال؛

نمبر ۶۲۲۷:- منکہ محمد علی خاں ولد نیاز علی خاں قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر قریباً ۵۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء ساکن شاہجہانپور یو۔پی حال قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت گنیش فلور ملز کمپنی لمیٹڈ دہلی میں میرے پانچ حصے ہیں جن کی سالانہ آمدنی ستر پچھتر روپے ہوتی ہے۔ کم و بیش بھی ہو جاتی ہے اس آمدنی کا دسواں حصہ سال بہ سال داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اسکے علاوہ پندرہ روپے ماہوار مجھے اپنے لڑکے کی طرف سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملتے ہیں اس کا دسواں حصہ ماہ بماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے انتقال کے بعد جو میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: محمد علیخان موصی بقلم خود۔ گواہ شد: کلیم الرحمٰن بقلم خود۔ گواہ شد: مختار احمد ساکن شاہجہانپور۔ محلہ ازین ؛

نمبر ۶۲۲۳: ۔ منکہ محمد عثمان ولد حاجی شیخ داؤد قوم شیخ پیشہ مدرسی عمر ۶۱ سال ساکن حیدرآباد دکن بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶/۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمد ۱۸ روپے سکہ عثمانیہ ہے۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنیکے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: محمد عثمان معرفت سیٹھ محمد اعظم صاحب مچھلی کمان ۱۱/۵۵ حیدرآباد دکن۔ محمد عبد الصمد فرزند موصی۔ گواہ شد: محمد عبد السلام احمدی فرزند موصی ؛

نمبر ۶۲۲۴: ۔ منکہ محمد عبد اللہ ولد چوہدری فضل دین صاحب مرحوم قوم جٹ باجوہ پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن چھجہ کھیوہ ڈاکخانہ دھمتلی ضلع سیالکوٹ حال ناصرآباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر سندھ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹/۴/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد مشترکہ ہے اور جس میں ہم چار بھائی حصہ دار ہیں۔ جائیداد حسب ذیل ہے۔ اراضی ۸ گھماؤں حویلی ومکان رہائشی خام میرے حصہ کی اراضی ۲ گھماؤں کی قیمت اندازاً ۵۰۰/- روپے ہے۔ مکان اور حویلی کی میرے حصہ کی قیمت ۴۰/- روپے اندازاً ہوتی ہے۔ کل قیمت ۵۴۰/- روپے ہوئی۔ لیکن میں نے اپنے والد صاحب محترم کی وصیت کی رقم ۴۰/- روپے ادا کرنی ہے جو کہ مندرجہ بالا رقم سے منہا ہوگی۔ اس لئے بقایا رقم ۵۰۰/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر یہ رقم میں اپنی زندگی میں داخل کردوں تو رسید حاصل کرلونگا۔ بعد میں میرے ورثاء ۵۰/- روپے ادا کرنیکے ذمہ دار ہونگے۔ اس مذکورہ جائیداد کے علاوہ جو جائیداد میرے مرنے پر ثابت ہو۔ اس کے علاوہ میرا گذارہ ملازمت پر ہے۔ میری تنخواہ ۲۰/- روپے ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی کا وعدہ کرتا ہوں۔ العبد: محمد عبد اللہ مالی باغ ناصرآباد اسٹیٹ سندھ۔ گواہ شد: عبد المومن خان اکونٹنٹ ناصرآباد اسٹیٹ۔ گواہ شد: محمد دین وصیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۵ ۴۳۲ء ناصر آباد اسٹیٹ ۔

نمبر ۶۲۲۳ :- منکہ عبدالرحیم احمد ولد مولوی علی احمد صاحب قوم قریشی صدیقی پیشہ زمینداری عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶-۷-۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ البتہ میری ایکسو پچیس روپیہ ماہوار آمد ہے میں اسکے ۱/۱۰ (دسویں حصہ) کی وصیت کرتا ہوں اور بتوفیق الٰہی یہ رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنیکے وقت جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے ورثاء کا اس میں کوئی دخل نہ ہوگا۔

العبد:۔ عبدالرحیم احمد۔ گواہ شد:۔ مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح) گواہ شد:۔ عبدالمنان عمر۔

نمبر ۶۲۰۸ :- لطیف احمد احمدی ولد الطاف حسین صاحب قوم شیخ قریشی پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن دہلی بلیماراں بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵-۷-۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اسوقت عارضی طور پر ایک پرائیویٹ کمپنی میں ملازم ہوں اور مبلغ -/۱۵۰ روپے ماہوار تنخواہ پاتا ہوں۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ میرے مرنیکے بعد اگر میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں نے اپنی زندگی میں کچھ حصہ وصیت کا ادا کر دیا ہوگا۔ تو وہ اس میں سے منہا سمجھا جائیگا۔ العبد:۔ خاکسار لطیف احمد بقلم خود گواہ شد:۔ مرزا منیر احمد۔ گواہ شد:۔ سید ارتضٰی علی۔

نمبر ۶۱۸۷ :- منکہ محمد سعید عابد ولد عبدالرحیم ورق ساز قوم جنجوعہ راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۲½ سال پیدائشی احمدی ساکن امرتسر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۵-۶-۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمد مبلغ اکسٹھ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنیکے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ محمد سعید عابد بقلم خود۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گواہ شد: عبدالرحیم بقلم خود والد موصی۔ گواہ شد: بہاول شاہ امرتسر۔ گواہ شد۔ محمد طفیل امرتسر ؛

نمبر ۶۲۲۳ : منکہ فضل کریم حجام ولد میاں اللہ دتا صاحب قوم احمدی پیشہ حجام عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء ساکن مالو کے بھگت ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ ۷/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں میں اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اسوقت میری موجودہ آمد بیس روپے ماہوار ہے میں انشاء اللہ باقاعدہ ادا کرتا رہونگا۔ اور اگر میری کوئی جائیداد میرے مرنیکے بعد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اللہ تعالیٰ میری اس وصیت کو قبول فرمائے۔ العبد: فضل کریم حجام بقلم خود حال موچی گیٹ لاہور۔ گواہ شد: محمد حسین سیکرٹری وصایا لاہور۔ گواہ شد: مجید احمد سیکرٹری مال ؛

نمبر ۶۲۲۹: منکہ وزیر خاں ولد چوہدری پیر اندتا صاحب قوم جٹ عمر پچاس سال تاریخ بیعت ۱۹۳۵ء ساکن قادیان دارالرحمت بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے ایک مکان رقبہ دس مرلہ واقعہ محلہ دارالرحمت قیمتی اندازاً ایک ہزار روپیہ۔ ایک ہزار روپیہ نقد میرے پاس موجود ہے ایک کھیت میرے پاس ۱۸۰/- روپے میں رہن ہے اور قریباً ایک گھماؤں زمین قیمتی اندازاً ۴۰۰/- روپے میری جدی ملکیت ہے اس طرح کل جائیداد قریباً ۲۵۸۰/- روپے کی ہے میں اس موجودہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ العبد: وزیر خاں بقلم خود
گواہ شد: محمد ابراہیم بھامڑی کلرک حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ گواہ شد: محمد الدین سکنہ بھینی بانگر ؛ (باقی ص ۴۲)

خالص شہد کستوری۔ زعفران اور سلاجیت منگانیکا پتہ:۔
چوہدری عبدالحلیم معرفت حضرت مولوی شیر علی صاحب۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضرورت ہے شدید جد وجہد اور ہمت کی۔ کاش مسلمان اس طرف متوجہ ہوں، اور اسلام کو پھیلانے کے لئے کم ازکم اتنا عزم اور حوصلہ تو دکھائیں جتنا عیسائی مِشنری دکھا رہے ہیں۔

جنگ کے بعد دُنیا ایک پیاسے پرندے کی طرح مُنہ کھول کر روحانی پانی کی تلاش کرے گی، جو انہیں امن و امان اور اطمینان بخشے۔ سو ہمیں ابھی سے کمرِ ہمت باندھکر اسلام کے آبِ حیات سے ان کی روحانی پیاس بجھانے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے اپنی وسعت کے مطابق کوشش کر رہی ہے۔ ہمارے مبلّغین مختلف ممالک میں مصروفِ عمل ہیں۔ اس کے علاوہ مجاہدین کا ایک مخلص گروہ مرکز میں تحریک جدید کے ماتحت حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذاتی نگرانی میں تیار ہو رہا ہے۔ جونہی جنگ ختم ہو گی، یہ لوگ انشاء اللہ اسلام کا زندگی بخش پیغام اکنافِ عالم میں پہونچانے کے لئے نکل کھڑے ہونگے۔ دوسرے مسلمان بھی اگر اسی طرح کام کرنے کے لئے تیار ہو جائیں، یا اگر خود تیار نہ ہو سکیں، تو جماعتِ احمدیہ کے ساتھ ہی تعاون کریں، تو جلد ہی دُنیا میں ایک انقلابِ عظیم برپا کیا جا سکتا ہے۔ حقیقۃً یہ ایک ایسا موقعہ ہے، کہ اگر اس سے فائدہ اٹھایا جائے، تو اسلام کا مستقبل بہت شاندار ہو جائے گا ؛

سر فرانسس ینگ ہسبنڈ

"لنڈن سے رائٹر کا ایک تار مظہر ہے، کہ مشہور سیّاح سر فرانسس ینگ ہسبنڈ جنہوں نے ہندوستان کی شمالی سرحدوں کی حفاظت کے سلسلہ میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے تھے، رحلت کر گئے۔" (سٹیٹسمین مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۴۲ء)

سر فرانسس مذہبی دنیا میں کافی شہرت رکھتے تھے۔ ۱۹۳۷ء میں بمقام بمبئی اور ۱۹۳۹ء میں بمقام پیرس انہوں نے "ورلڈ کانگرس آف فیتھس" کی صدارت کے فرائض سرانجام دیئے تھے۔ مذہب پر انہوں نے بعض کتابیں بھی لکھی ہیں۔ انہیں مشرقی مذاہب کا گہرا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا تھا۔ کچھ عرصہ ہوا، یورپ کی مادیت کی تباہ خیزیوں کو دیکھکر انہوں نے یہ امید ظاہر کی تھی، کہ ہندوستان دنیا کی موجودہ بدامنی اور بے چینی کو اپنی روحانی رہنمائی کے ذریعہ دور کرنے کی کوشش کرے گا۔ ان کی یہ امید بالکل بجا تھی۔ کیونکہ اس وقت صرف ہندوستان ہی ایک ایسا خطہ ہے، جسے رُوحانیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا ملک کہا جا سکتا ہے۔ لیکن آگے چل کر سر فرانسس نے سارے ہندوستان میں سے خاص طور پر ایک ایسے شخص (اربند و گھوش) کو مخاطب کیا، جو دنیاوی کشمکش سے گھبرا کر تنہائی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اور اس وجہ سے روحانی رہنمائی تو کجا دنیاوی رہنمائی کے قابل بھی نہیں ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ روحانی رہنمائی کرنے والی ہستیاں خدا کی طرف سے آتی ہیں۔ اور ان کو بارگاہِ الٰہی سے جب روحانی اصلاح کا کام تفویض کیا جاتا ہے، تو اس عظیم الشان کام کرنے کی طاقتیں بھی دی جاتی ہیں۔ وہ تنِ تنہا الٰہی پیغام کو لیکر کھڑے ہوتے ہیں، اور تمام دُنیا کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ مایوسی اور نا امیدی ان کے پاس تک نہیں پھٹکتی۔ سخت مشکلات اور مصائب میں بھی وہ امید کا دامن نہیں چھوڑتے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں، کہ ان کی پُشت پناہ وہ خدا ہے، جو بڑی طاقتوں اور قدرتوں والا ہے۔ اُسی پر ان کا بھروسہ ہوتا ہے، اور اسی پر توکّل کر کے وُہ اپنے کام کو جاری رکھتے ہیں۔ اور اپنی اَن تھک کوششوں سے دُنیا کی کایا پلٹ دیتے ہیں۔ کہاں یہ بزرگ ہستیاں اور کہاں بیچارہ اربند گھوش، جو دنیا سے مایوس ہو کر علیحدگی میں پڑا زندگی کے دن گذار رہا ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔

سر فرانسس کو دنیا کے مذاہب کا بڑا مطالعہ تھا، مگر افسوس وہ اس حقیقت سے بے خبر رہے، کہ روحانی اصلاح اور رہنمائی کا کام کسی کے سپرد انسان نہیں کیا کرتے۔ انہوں نے اپنی طرف سے اربند گھوش کے سپرد یہ کام کر کے روحانی سلسلہ سے اپنی ناواقفیّت کا انتہائی ثبوت دیا۔ رُوحانی اصلاح کا کام بڑا مشکل اور کٹھن ہے۔ اس بوجھ کو اٹھانے کی اہلیّت کس میں ہے؟ اس کا علم صرف خدا کو ہو سکتا ہے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔ اللہ خوب جانتا ہے، کہ کسے وہ اپنا رسول بنا رہا ہے۔ پس یہ کام خدا کا ہے۔ اور جب وہ کسی کو یہ مقام عطا فرماتا ہے، تو پھر ہر مشکل اور مصیبت کے وقت اِنِّیْ مَعَكَ اِنِّیْ مَعَكَ (مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ مَیں تیرے ساتھ ہوں) کا حوصلہ افزا پیغام سُنا کر اس کی ڈھارس بندھاتا ہے۔ سر فرانسس نے اربندو گھوش کو اپنی طرف سے تو روحانی مصلح بنا دیا۔ لیکن جب ان کے راستہ میں مشکلات پیش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آتیں، جیسا کہ ہر روحانی مصلح کے راستہ میں پیش آتی ہیں، تو پھر ان کو تسلی کون دیتا؟ اور ان کی رہنمائی کون کرتا؟ سر فرانسس تو آج فوت ہو گئے ہیں۔ آخر وہ کس کو اپنا قائم مقام بنا کر جاتے کہ میرے قائم کردہ مصلح کی میرے بعد امداد کرنا، اور مصیبت کے وقت اسے تسلّی دینا۔ پس حقیقت یہ ہے، کہ روحانی اصلاح کا کام کسی کے سپرد کرنا صرف حی و قیوم خدا ہی کا حصّہ ہے، نہ کسی انسان کا۔

سر فرانسس کی نظر روحانی رہنمائی کے لئے ہندوستان پر پڑی۔ یہانتک تو ان کی نگاہ بالکل درست تھی، لیکن جب انہوں نے اربندو گھوش سے اپنی امید کو وابستہ کیا، تو گویا وہ آسمان سے گر کر زمین پر آرہے۔ روحانی رہنمائی کے لئے انہیں ہندوستان میں خدا کا قائم کردہ روحانی مرکز تلاش کرنا چاہیئے تھا اور وہ قادیان ہے۔ نہ اربندو گھوش کا مسکن پانڈی چری۔ افسوس کہ سر فرانس اس دنیا سے روحانی رہنمائی حاصل کئے بغیر ہی چل بسے۔

ہندوستان میں سر موصوف نے اپنی زندگی کا بہت بڑا حصّہ کشمیر اور تبت میں پولیٹکل ملازمت میں گزارا۔ Kashmir نامی کتاب کے صفحہ ۱۱۲ میں آپ نے کشمیریوں کے اسرائیلی الاصل ہونے کے نظریہ کی تائید کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"ایک طرف اس نظریہ کا پایا جانا کہ کشمیری لوگ یہودی الاصل ہیں، اور دوسری طرف ان لوگوں کا شکل و صورت میں واضح طور پر یہودی ہونا ایک عجیب حیرت انگیز امر ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے، کشمیر میں ہر جگہ بہت سے حقیقی اسرائیلی نمونے نظر آتے ہیں۔ بالخصوص ملک کے بلند حصّہ کے دیہات میں۔ یہاں اسرائیلی چرواہے اپنے گلّوں کو چراتے ہوئے ہر روز نظر آسکتے ہیں۔"

یہ نظریہ کہ کشمیری لوگ یہودی الاصل ہیں، اور حضرت مسیح ناصریؑ واقعہ صلیب کے بعد اپنی قوم کے اِس حصّہ کو پیغام پہونچانے کے لئے شام سے ہجرت کر کے کشمیر آگئے تھے، سب سے پہلے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کیا تھا۔ اس نظریہ نے بہت سے یوروپین محققین کی توجہ کو اپنی طرف کھینچا ہے۔ سر فرانسس اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر اس کے اول الذکر حصّہ کی تائید کرتے ہیں۔ لیکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب یہ حصّہ تسلیم کر لیا جائے، تو دوسرا حصّہ خود بخود ماننا پڑتا ہے۔ کیونکہ یہ مسلّم ہے، کہ حضرت مسیح علیہ السلام اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں" کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ پس ضرور ہے، کہ وہ ان سب مقامات میں پہونچے ہوں، جہاں جہاں ان کی قوم پائی جاتی تھی۔ ورنہ ان کا مشن پورا نہ ہو سکتا تھا۔

ملایا میں اشاعت اسلام کی ابتداء | جزیرہ نما ملایا میں اسلام ابتداء میں کیسے پہونچا؟ اس کے متعلق Malay Annals میں جو کچھ لکھا ہے، اس کا اختصار یہ ہے، "کہ ملایا کے سلطان کو ایک خواب آیا، جس میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اس سے باتیں کیں، اور اسے کہا، کہ اگلے روز جدّہ سے ایک کشتی دارالخلافہ مالکّا (Malakka) میں آئے گی۔ اور اس میں سے ایک آدمی اُترے گا۔ یہ آدمی جو کچھ کہے، اس کی تعمیل کرنا۔ چنانچہ دوسرے روز فی الواقعہ ایک کشتی آئی، اور اس میں سے ایک آدمی نے اُتر کر کنارے پر نماز پڑھنا شروع کر دیا۔ لوگ اسے دیکھکر حیران رہ گئے۔ اور فوراً اس کی خبر سلطان کو دی۔ سلطان اپنا ہاتھی لیکر موقعہ پر پہونچا۔ اور اس آدمی کو اپنے محل میں لے آیا۔ اس نے اُسے اسلام قبول کرنے کی تلقین کی۔ سو بادشاہ نے اسلام قبول کر لیا۔ دیگر بڑے بڑے لوگوں نے بھی سلطان کی پیروی کی۔ اور بادشاہ نے عورت، مرد اور چھوٹے بڑے سب لوگوں کو اسلام قبول کرنے کا حکم دیا۔"

اقتباس مشہور مسیحی رسالہ "مسلم ورلڈ" ماہ اپریل ۱۹۴۲ء کے ایک مضمون سے ہے، جو ایک پادری نے لکھا ہے۔ اسلام کے منجانب اللہ ہونے کا یہ بہت بڑا ثبوت ہے، کہ اللہ تعالےٰ نے اس کی اشاعت کا انتظام معجزانہ طریق پر کیا۔ مبلّغینِ اسلام جہاں جاتے، الٰہی مدد و نصرت مختلف رنگوں میں ان کا ساتھ دیتی، اور کامیابی ان کے قدم چومتی۔ ملایا میں اسلام کے داخلہ کا یہ واقعہ کس قدر ایمان افروز ہے۔ حقیقتہً ایسے ہی روحانی علل و اسباب تھے، جن کی بدولت اسلام حیرت انگیز سُرعت کے ساتھ دنیا میں پھیل گیا۔ اور نادان معترضین نے یہ سمجھا کہ اس کی اشاعت نوکِ شمشیر کی رہینِ منّت ہے۔ جوں جوں تاریخ کے پوشیدہ اوراق دنیا کے سامنے آتے جا رہے ہیں۔ مخالفینِ اسلام کی پھیلائی ہوئی یہ غلط فہمی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خود بخود دور ہوتی جارہی ہے۔ اور یہ بھی اسلام کی الہٰی تائید کا ایک پہلو ہے، کہ غلط فہمیاں پھیلانے والے گروہ ہی کے بعض افراد کے قلم سے ان غلط فہمیوں کی تردید کا سامان مہیا ہو رہا ہے ؂

"اہلحدیث" مولوی ثناء اللہ صاحب کو نازک وقت میں پہلو بدلنا خوب آتا ہے۔ پچھلے دنوں آپ نے ایک کتاب شائع کی۔ "ریویو" میں اس پر ریویو کیا گیا۔ اور کتاب کی بعض کوتاہیوں اور غلطیوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔ مولوی صاحب نے پہلے تو جواب دینے کے لئے کچھ ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر آخر یہ کہکر پہلوتہی کر لی کہ کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں ان کا جواب دیا جائیگا۔ شائد وہ یہ سمجھتے ہونگے ؂

کون جیتا ہے میری زلف کے سر ہونے تک

لطف کی بات ہے کہ اِدھر تو مولوی صاحب اپنے مشتاقوں کو اس طرح دوسرے وقت پر ٹال رہے تھے اور اُدھر مینجر "اہلحدیث" نے کتاب کی طبع دوم کے چہرہ سے یہ کہکر پردہ سرکا دیا، کہ اگر آپنے اس کتاب کا مطالعہ نہیں کیا، تو آج ہی منگوا لیں۔ کیونکہ "ختم ہوجانے کے بعد دوبارہ شائع ہونا مشکل ہے۔" (اہلحدیث ۳ اپریل ۱۹۴۲ء)

سچ ہے۔ ع وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا۔

اسی سلسلہ میں پہلوتہی کا دوسرا واقعہ سُن لیجئے۔ ہم نے "ریویو" کے جولائی نمبر میں ان باتوں کے متعلق نمبروار چند گزارشات کی تھیں جو کیا مرزا صاحب ایک قابل مصنّف تھے" کے سلسلہ میں مولوی صاحب کے حملوں کے جواب میں ہم کہہ چکے تھے اور جن کا کوئی جواب اس وقت تک مولوی صاحب نے نہیں دیا تھا۔ اور لکھا تھا کہ :-

ہماری جوابی تحریرات کے مقابلہ میں مولوی صاحب کی خاموشی کا صرف ایک ہی مطلب ہے اور وہ یہ کہ ان کے پاس ہماری باتوں کا کوئی جواب نہیں۔ جب انہوں نے خود ایک بحث اٹھائی۔ اور ہم نے ان کے اعتراضات کے جوابات دیئے، تو اب ان کے متعلق ان کی خاموشی کا آخر اس کے سوا اور کیا سبب ہو سکتا ہے کہ وہ لاجواب ہو گئے ہیں۔ اگر وہ لاجواب نہیں ہو گئے تو ہم ان کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ہماری باتوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ستّر کتابیں!

صرف ۲۵ پچیس روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں۔ صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں۔ اس لئے قیمت پچیس روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

براہین احمدیہ مکمّل
سُرمہ چشم آریہ
آئینۂ کمالاتِ اسلام
شہادۃ القرآن
نور القرآن
چشمۂ معرفت
مسیح ہندوستان میں
تریاق القلوب
تحفہ گولڑویہ
اربعین ہر چہار حصّہ
نسیم دعوت
تذکرۃ الشہادتین
حقیقۃ الوحی
لجّۃ النّور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں۔

مینجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصلی جہاز مارکہ کپڑے

پائیدار۔
پختہ رنگ۔
عمدہ کوالٹی۔
قیمت میں
ارزاں۔

ہمیشہ استعمال کریں!

کاٹن کریپ (رنگین وسفید) لٹھا سفید۔ پاپلین (رنگین وسفید)
خاکی زین۔ٹول۔ پگڑی کلاتھ۔سفید زین و ٹول۔ مکھن زین۔
نیلی زین۔ کوری زین۔ دسوتی (رنگین وسفید) پردا کلاتھ۔
شیٹنگ کلاتھ۔ٹیبل کلاتھ۔ نیپکن۔ تولیئے۔ جھاڑن وغیرہ۔

باوا پرُدمن سنگھ اینڈ سنز امرتسر ۔ برانچہا:۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ دہلی۔لاہور۔کوئٹہ